بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 36

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

1؍صفر 1443 ہجری قمری ● 9؍تبوک 1400 ہجری شمسی ● 9؍ستمبر 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
لَا تُحَرِّمُوۡا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمۡ
وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ
(سورۃ المائدہ:88)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
اُن پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے
تمہارے لئے حلال کر دی ہیں
حرام نہ ٹھہرایا کرو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو۔
یقیناً اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3؍ستمبر 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی ﷺ

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے

(1442) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی دن بھی ایسا نہیں کہ جس میں دو فرشتے جبکہ بندے صبح کو اُٹھتے ہیں نازل نہ ہوتے ہوں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے: اَے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر اور دوسرا کہتا ہے: بخیل کا مال رائیگا جائے۔

(1445) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا: یا نبی اللہ! جو شخص طاقت نہ رکھے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرے۔ خود بھی فائدہ اُٹھائے اور صدقہ بھی دے۔ انہوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ آپؐ نے فرمایا: حاجت مند مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ انہوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ آپؐ نے فرمایا: چاہئے کہ اچھی بات پر عمل کرے اور بدی سے باز رہے۔ یہی اس کیلئے صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری، جلد3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے

آپ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے، گو ہر مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آسکتا

اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

آیت اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی تفسیر

اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ قرآن شریف کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں۔ ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس اس جگہ جو یہ فرمایا: صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:7) تو یہ بطریق اجمال ہے، لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے۔ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ (النساء:70) منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ نبی، صدیق، شہدا، اور صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کے حاصل کرنے کے لیے جہاں مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا ہے، کوشش کرے۔

آنحضرت کی راہ کو ہرگز نہ چھوڑو

مَیں یہ بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اَوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا، خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے، گو ہر مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آسکتا......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو تو نہ چھوڑو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں۔ الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کی طرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور ارّہ کے ذکر کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسوۂ حسنہ فرمایا لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:22) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو ایک ذرّہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد

غرض منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:7) میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 323، مطبوعہ 2018 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 20؍اگست 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
نیشنل مجلس عاملہ غانا کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات
مرکزی ٹیم الاسلام کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات
خطاب حضور انور بعد دوپہر جلسہ سالانہ یو۔کے 2004
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
اعلان وصایا
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یقیناً ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن کریم کو بامعنی پڑھے، اس طرف سے تغافل بڑی تباہی کا موجب ہوا ہے

مسلمانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح قرآن کریم کی محبت ڈال دی ہے کہ معنی آئیں یا نہ آئیں وہ اسے پڑھتے چلے جاتے ہیں

اگر غور کیا جائے تو یہ بھی اس آیت میں مذکور وعدہ کی تصدیق ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحجر آیت 10 اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ایک انگریز مترجم قرآن لکھتا ہے کہ قرآن ایسی عبارت میں ہے کہ اسکو بغیر ترتیل کے پڑھنے کے چارہ ہی نہیں۔ پس قرآن مجید کی زبان اُن اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ سامانوں میں سے ہے جن کے ذریعہ سے قرآن مجید کی حفاظت کی جاتی ہے۔ سب سے اوّل اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمیوں کو پیدا کیا جو اسے شروع سے لے کر آخر تک حفظ کرتے تھے۔ دوسرے اسکی زبان ایسی سہل اور دل نشین بنائی کہ سہولت سے یاد ہو جائے۔ سوم اسکی تلاوت نمازوں میں فرض کر دی۔ چہارم لوگوں کے دلوں میں اس کے پڑھنے کی غیر معمولی محبت پیدا کر دی۔

عیسائی لوگ ہمیشہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ مسلمان قرآن کریم کو بے معنی ہی پڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے معنی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ بھی اس آیت میں مذکور وعدہ کی تصدیق ہے مسلمانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح قرآن کریم کی محبت ڈال دی ہے کہ معنی آئیں یا نہ آئیں وہ اسے پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یقیناً ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن کریم کو بامعنی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

126 واں جلسہ سالانہ قادیان 24، 25 اور 26؍دسمبر 2021ء کو منعقد ہوگا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جلسہ کی ہر لحاظ سے کامیابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ☆ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

اگر کوئی صاحب یسوع کے نشانوں کو میرے نشانوں سے قوتِ ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھا ہوا ثابت کر سکیں تو مَیں انکو ایک ہزار روپیہ بطور انعام دوں گا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپ کی کتاب "سراجِ مُنیر" رُوحانی خزائن جلد 12 سے پیش کررہے ہیں۔ عیسائی تین خدا کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ باپ خدا، بیٹا خدا یعنی عیسیٰ بن مریم، اور رُوح القدس خدا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس عقیدہ پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ایسی ناراضگی جس کا طبیعت پر ایک گہرا اثر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ مریم میں فرماتا ہے: قریب ہے کہ (تمہاری بات سے) آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر (زمین پر) جا پڑیں۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے (خدائے) رحمن کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور (خدائے) رحمن کی شان کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یسوع کے معجزات ونشانات کچھ ایسے نہیں کہ جس سے یسوع کی خدائی ثابت ہو سکے۔ یسوع کے معجزات ونشانات سے بہت بڑھ کر معجزات ونشانات اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں۔ پس یسوع کے معجزات سے اس کی خدائی ثابت کرنا ایک فضول امر ہے۔ اور آپؑ نے اس سلسلہ میں نہایت پُرشوکت انعامی چیلنج دیا کہ "اگر کوئی صاحب عیسائیوں میں سے یسوع کے نشانوں کو جو اسکی خدائی کی دلیل سمجھے جاتے ہیں میرے نشانوں اور فوق العادت خوارق سے قوتِ ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھے ہوئے ثابت کر سکیں تو میں انکو ایک ہزار روپیہ بطور انعام دوں گا۔'' اس انعامی چیلنج کا ذکر ہم گزشتہ شمارہ میں کر چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کی تردید میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ دلچسپ اور ایمان افروز ارشادات پیش کئے تھے۔ اس شمارہ میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام ومرتبہ، آپؑ کے معجزات ونشانات اور آپؑ کی قوت قدسیہ کے مقابل پر سیّدنا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مقام ومرتبہ، آپؑ کے معجزات ونشانات اور آپؑ کی قوت قدسیہ کا کچھ تذکرہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے کریں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت مسیحؑ کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہونے کے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اُن میں پائے جاتے ہیں، ایسے شکوک وشبہات اُن پر وارد ہوتے ہیں کہ جن سے انہیں بکلّی صاف و پاک کر کے دکھلانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم فرض کے طور پر تسلیم بھی کر لیں کہ جو کچھ اناجیل مروّجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ لولے اور لنگڑے اور مفلوج اور اندھے وغیرہ بیمار ان کے چھونے سے اچھے ہو جاتے تھے، یہ تمام بیان بلا مبالغہ ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے کوئی اور معنی اس کے نہیں، تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی۔ اوّل تو انہیں دنوں میں ایک تالاب بھی ایسا تھا کہ اس میں ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دُور ہو جاتی تھیں جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے پھر ماسوائے اس کے زمانہ دراز کی تحقیقاتوں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جس کے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں...... اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مردِ صالح ہونا بھی اس کے لئے ضروری نہیں اور قدیم سے یہ علم رائج ہوتا چلا آیا ہے۔ مسلمانوں میں بعض اکابر...... اس کام میں مشاق گزرے ہیں، ایسے کہ ان کے وقت میں ان کی نظیر پائی نہیں گئی۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، رُوحانی خزائن جلد 4 صفحہ 450)

اگر خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں

ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے ☆ کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا ☆ سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا ☆ میرا بستاں کلام احمد ہے
اِبن مریم کے ذکر کو چھوڑو ☆ اُس سے بہتر غلامِ احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ (دافع البلا، رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240)

عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا

تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے اور اَے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو...... سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اس وقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سیّد ومولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا **خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا** یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں۔ اگر اس احمد کے غلام کو جو مسیح موعود کر کے بھیجا گیا ہے تم اس پہلے مسیح سے بزرگتر نہیں سمجھتے اور اسی کو شفیع اور منجی قرار دیتے ہو تو اب اپنے اس دعویٰ کا ثبوت دو۔

(دافع البلا، رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233)

میرے معجزات کے مقابلہ میں دُنیا کے کسی نبی یا ولی کے معجزات پیش کرو! نہیں کر سکو گے خواہ تلاش کرتے کرتے مر بھی جاؤ

اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں اور نیز ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں مگر یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہزارہا لوگوں کے لئے واقعات چشم دید ہیں اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصوّر نہیں یعنی دنیا میں ہزارہا انسان اُن کے گواہ ہیں مگر گزشتہ نبیوں کے معجزات اور پیشگوئیوں کا ایک بھی زندہ گواہ پیدا نہیں ہو سکتا باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کے معجزات اور پیشگوئیوں کا میں زندہ گواہ موجود ہوں اور قرآن شریف زندہ گواہ موجود ہے اور مَیں وہ ہوں جس کے بعض معجزات اور پیشگوئیوں کے کروڑہا انسان گواہ ہیں۔ پھر اگر درمیان میں تعصب نہ ہو تو کون ایماندار ہے جو واقعات پر اطلاع پانے کے بعد اِس بات کی گواہی نہ دے کہ درحقیقت اکثر گزشتہ نبیوں کے معجزات کی نسبت یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہر ایک پہلو سے بہت قوی اور بہت زیادہ ہیں اور اگر کوئی اندھا انکار کرے تو ہم موجود ہیں اور ہمارے گواہ موجود ہیں وَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ ...... قصوں کو پیش کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک گوبر کا انبار مشک اور عنبر کے مقابل پر۔ مگر یاد رکھو کہ ان معجزات اور پیشگوئیوں کی نظیر جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں کمیت اور کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کر سکو گے خواہ تلاش کرتے کرتے مر بھی جاؤ۔ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 460)

مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اس کی خدائی کا خیال آیا معجزات میں پہلے اکثر نبی اِس سے بڑھ کر تھے جیسا کہ موسیٰ اور الیسع اور ایلیا نبی اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جب کہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اُس پاک رسولؐ کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اے امیر المومنینؓ!......آپؓ جو چاہیں کیجیے اور جو آپؓ کی اپنی رائے ہے اس پر عمل کیجیے، ہم آپؓ کے ساتھ ہیں، آپؓ ہمیں حکم دیں، ہم آپؓ کی اطاعت کریں گے ہمیں بلائیں، ہم آپؓ کی آواز پر لبیک کہیں گے، ہمیں بھیجیں، ہم روانہ ہو جائیں گے، آپؓ ہمیں ساتھ لے جانا چاہیں، ہم آپؓ کے ساتھ ہوں گے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

نِہاوَند کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت اہم تھی، اسکے بعد ایرانیوں کو ایک جگہ مجتمع ہو کر مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملا اور مسلمان اس فتح کو فتح الفتوح کے نام سے یاد کرنے لگے

جنگِ جُنْدَی سَابُوْر، فتح الفتوح جنگِ نِہاوَند اور جنگِ اصفہان کے حالات وواقعات کا تفصیلی بیان

تین مرحومین مکرم محمد دیانتونو صاحب مبلغِ سلسلہ انڈونیشیا، مکرم صاحبزادہ فرحان لطیف صاحب آف شکاگو امریکہ اور مکرم ملک مبشر احمد صاحب لاہور سابق امیر جماعت داؤد خیل میانوالی کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20 اگست 2021ء بمطابق 20 ظہور 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا ذکر ہو رہا ہے۔ اُس وقت جو مختلف جنگیں لڑی گئیں ان کا ذکر چل رہا تھا۔ ان میں سے ایک جنگ جنگِ جُنْدَی سَابُوْر ہے۔ جب حضرت ابوسَبُرَہ بن رُھْم سَاسَانی بستیوں کی فتح سے فارغ ہوئے تو آپ لشکر کے ساتھ آگے بڑھے اور جُنْدَی سَابُوْر میں پڑاؤ کیا۔ جندی سابور خوزستان کا ایک شہر تھا۔ بہرحال ان دشمنوں کے ساتھ صبح شام جنگی معرکے ہوتے رہے لیکن یہ اپنی جگہ ڈٹے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی نے امان دینے کی پیشکش کر دی۔ دشمن فصیل میں تھا۔ جب موقع ملتا تھا نکل کے حملہ کرتا تھا۔ تو جب ایک عام مسلمان نے پیشکش کی تو انہوں نے فوراً فصیل کے دروازے کھول دیے۔ جانور باہر نکل پڑے، بازار کھل گئے اور لوگ اِدھر اُدھر نظر آنے لگے۔ مسلمانوں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمیں امان دے دی ہے اور ہم نے اسے قبول کر لیا ہے۔ ہم جزیہ دیں گے اور آپ ہماری حفاظت کریں گے۔ مسلمانوں نے کہا ہم نے تو ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے۔ پھر مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے سے استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ مِکْنَف نامی ایک غلام نے یہ کیا ہے۔ جب اس کے متعلق حضرت عمرؓ سے استفسار کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وفاداری کو بڑی اہمیت دی ہے۔ تم وفادار نہیں ہو سکتے جب تک اس عہد کو پورا نہ کرو جو عہد کر لیا۔ چاہے غلام نے کیا اس کو پورا کرو۔ جب تک تم شک میں ہو انہیں مہلت دو اور ان کے ساتھ وفاداری کرو۔ چنانچہ مسلمانوں نے عہد و پیمان کی تصدیق کی اور واپس لوٹ آئے۔

(ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 425، دار المعرفہ بیروت 2007ء) (ماخوذ از سیدنا عمر بن خطاب، شخصیت کارنامے، صفحہ 689، مکتبہ الفرقان خان گڑھ پاکستان) (معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 198)

یہ معرکہ خوزستان کی فتوحات کا خاتمہ تھا۔ (مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 135)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرح کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ ’’حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ فلاں فلاں رعایتیں تمہیں دی جائیں گی۔ جب اسلامی فوج گئی تو اس قوم نے کہا ہم سے تو یہ معاہدہ ہے۔ فوج کے افسر اعلیٰ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے میں لیت و لعل کی تو بات حضرت عمرؓ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا مسلمان کی بات جھوٹی نہ ہونی چاہئے خواہ غلام ہی کی ہو۔‘‘ (بعض ضروری امور، انوار العلوم، جلد 12، صفحہ 405)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دشمن فوج گِھر گئی اور اس نے سمجھ لیا کہ اب ہماری نجات نہیں ہے۔ پہلے جو واقعہ بیان ہوا ہے یہ اسی کی تفصیل ہے۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ اسلامی کمانڈر دباؤ سے ہمارا قلعہ فتح کر رہا ہے۔ اگر اس نے فتح کر لیا تو ہم سے مفتوح ملک والا معاملہ کیا جائے گا۔ ہر مسلمان مفتوح ہونے اور صلح کرنے میں فرق سمجھتا تھا۔ مفتوح کے لیے تو عام اسلامی قانون جاری ہوتا تھا اور صلح میں جو بھی وہ لوگ (دوسرا فریق) شرط کر لیں یا جتنے زائد حقوق لے لیں، لے سکتے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ کوئی ایسا طریق اختیار کرنا چاہیے جس سے نرم شرائط پر صلح ہو جائے۔ چنانچہ ایک دن ایک حبشی مسلمان پانی بھر رہا تھا اس کے پاس جا کر انہوں نے کہا۔ کیوں بھئی! اگر صلح ہو جائے تو وہ لڑائی سے اچھی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں اچھی ہے۔ وہ حبشی غیر تعلیم یافتہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ پھر کیوں نہ اِس شرط پر صلح ہو جائے کہ ہم اپنے ملک میں آزادی سے رہیں اور ہمیں کچھ نہ کہا جائے۔ ہمارے مال ہمارے پاس رہیں اور تمہارے مال تمہارے پاس رہیں۔ وہ کہنے لگا بالکل ٹھیک ہے۔ انہوں نے قلعہ کے دروازے کھول دیے۔ اب اسلامی لشکر آیا تو دشمن نے کہا ہمارا تو تم سے معاہدہ ہو گیا ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ معاہدہ کہاں ہوا ہے اور کس افسر نے کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ ہمیں کیا پتہ کہ تمہارے کون افسر ہیں اور کون نہیں۔ ایک آدمی یہاں پانی بھر رہا تھا اس سے ہم نے یہ بات کی اور اس نے ہمیں یہ کہہ دیا۔ مسلمانوں نے کہا دیکھو ایک غلام نکلا تھا اس سے پوچھو کیا ہوا؟ اس حبشی غلام سے کہا تو اس نے بتایا کہ ہاں مجھ سے یہ بات ہوئی تھی۔ تو مسلمانوں نے کہا کہ وہ تو غلام تھا۔ اسے کس نے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اس پر دشمنوں نے کہا کہ ہمیں کیا پتہ کہ یہ تمہارا افسر ہے یا نہیں۔ ہم اجنبی لوگ ہیں ہم نے سمجھا کہ یہی تمہارا جرنیل ہے، ہوشیاری دکھائی۔ اس افسر نے کہا کہ میں تو نہیں مان سکتا لیکن میں یہ واقعہ حضرت عمرؓ کو لکھتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کو جب یہ خط مِلا تو آپؓ نے فرمایا کہ آئندہ کے لیے یہ اعلان کر دو کہ کمانڈر اِنچیف کے بغیر کوئی معاہدہ نہیں کر سکتا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک مسلمان زبان دے بیٹھے تو مَیں اس کو جھوٹا کر دوں۔ اب وہ حبشی جو معاہدہ کر چکا ہے وہ تمہیں ماننا پڑے گا۔ ہاں آئندہ کے لیے اعلان کر دو کہ سوائے کمانڈر اِنچیف کے اَور کوئی کسی قوم سے معاہدہ نہیں کر سکتا۔

(ماخوذ از سیر روحانی (7) انوار العلوم، جلد 24، صفحہ 293-294)

حضرت عمرؓ نے جو ایران کو فتح کیا ہے تو اس کی کیا وجوہات تھیں، آپؓ کیوں مجبور ہوئے۔ ان کا بیان اس طرح ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ کی قلبی خواہش تھی کہ اگر عراق اور اَہْوَاز کے معرکوں پر ہی اس خونریز جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ جنگیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دشمن حملہ کر رہا ہے۔ دشمن کو ایک دفعہ ختم کر دیا، ان کی طاقت کو روک دیا اب یہیں ختم ہو جانا چاہیے۔ آپؓ نے بار بار اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ کاش ہمارے اور ایرانیوں کے درمیان کوئی ایسی روک ہو کہ نہ وہ ہماری طرف آ سکیں نہ ہم ان کے پاس جا سکیں مگر ایرانی حکومت کی مسلسل جنگی کارروائیوں نے آپؓ کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔ سترہ ہجری میں محاذِ جنگ سے مسلمان سردارانِ لشکر کا ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اس وفد کے سامنے یہ سوال رکھا کہ مفتوحہ علاقوں میں کیوں بار بار عہد شکنی اور بغاوت ہو جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس شبہ کا اظہار کیا کہ مسلمان مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتے ہوں گے تبھی عہد شکنی ہو رہی ہے۔ وفد نے اس امر کی تردید کی۔ انہوں نے کہا نہیں اس طرح نہیں ہے اور بتایا کہ ہمارے علم میں تو مسلمان پوری وفاداری اور حسنِ انتظام سے کام لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تو پھر اس گڑبڑ کی کیا وجہ ہے؟ باقی ارکان وفد تو اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے مگر اَحْنَف بن قَیس بولے کہ امیر المومنینؓ! میں آپؓ کو اصل صورتِ حال سے مطلع کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ آپؓ نے ہمیں مزید فوجی اقدام کی ممانعت کر دی ہے کہ مزید جنگ نہیں کرنی اور اس علاقے پر رُک کے رہنے کی ہدایت کی ہے جو اَب تک فتح ہو چکا ہے مگر ایران کا بادشاہ ابھی زندہ موجود ہے اور جب تک وہ موجود ہے ایرانی ہم سے مقابلہ جاری رکھیں گے اور یہ کبھی ممکن نہیں کہ ایک ملک میں دو حکومتیں ہو سکیں۔ بہرصورت ایک دوسری کو نکال

کر رہے گی۔ یا ایرانی رہیں گے یا ہم رہیں گے۔ اس نے کہا کہ آپؓ کو علم ہے کہ ہم نے کسی علاقے کو بھی خود نہیں لیا بلکہ دشمن کے حملہ آور ہونے کے باعث فتح کیا ہے۔ ہم نے تو خود کبھی جنگ کی نہیں اور یہی آپؓ کا حکم تھا۔ دشمن حملہ کرتا تھا تو مجبوراً جنگ کرنا پڑتی تھی اور پھر علاقے فتح بھی ہو جاتے تھے۔ بہرحال اس میں مسلمانوں میں سے بھی ان لوگوں کے لیے یہ واضح ہو گیا جو جنگوں کو بلاوجہ کرنے کے جواز پیش کرتے ہیں اور اسلام پر اعتراض کرنے والوں کا جواب بھی اس میں آ گیا ہے کہ مسلمان کبھی زمینیں حاصل کرنے کے لیے، ملک فتح کرنے کے لیے جنگیں نہیں کرتے تھے۔ ان پہ حملے ہوئے تو امن قائم کرنے کے لیے جنگیں کرتے تھے اور پھر فتوحات بھی ہوتی تھیں۔ بہرحال انہوں نے کہا کہ یہ فوجیں ان کے بادشاہ کی طرف سے آتی ہیں اور ان کا یہ رویہ آئندہ بھی اس وقت تک جاری رہے گا جب تک آپؓ ہمیں اس امر کی اجازت نہ دیں کہ ہم آگے فوج کشی کے اقدام کریں اور بادشاہ کو فارس سے نکال دیں۔ اس صورت میں اہل فارس کی دوبارہ فتح کی امید منقطع ہو سکتی ہے۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 136 تا 138)

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 502-503، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

اور بات بھی یہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کو صائب قرار دیتے ہوئے یہ سمجھ لیا کہ اب ایران میں مزید پیش قدمی کیے بغیر چارہ نہیں ہے۔ مجبوری ہے اس کے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کا خون ہوتا رہے گا، جنگیں ہوتی رہیں گی مگر اس کا عملی فیصلہ پھر بھی حضرت عمرؓ نے ڈیڑھ دو سال کے بعد 21/ہجری میں نِہَاوَنْد کے معرکے کے بعد کیا جبکہ ایرانی زبردست طاقت کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلے تھے اور نِہَاوَنْد کے مقام پر ایک زبردست جنگ ہوئی تھی۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 138-139)

جنگِ نِہَاوَنْد کو فتح الفتوح بھی کہتے ہیں۔ ایران اور عراق میں مسلمانوں کی جنگی مہم میں تین معرکوں کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔ یعنی قادسیہ کا معرکہ، جَلُولَاء کا معرکہ اور نِہَاوَنْد کا معرکہ۔ اور نِہَاوَنْد کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے اس قدر اہم تھی کہ مسلمانوں میں فتح الفتوح کے نام سے معروف ہو گئی تھی یعنی تمام فتوحات سے بڑھ کر فتح۔

نِہَاوَنْد کی یہ جنگ پہلی دو زبردست شکستوں کے بعد ایرانیوں کی طرف سے ایسے حملے کی آخری کوشش تھی۔ اس معرکے کی تفاصیل یہ ہیں کہ شاہِ ایران یَزْدَجَرْد نے جواَب مَرْو میں مقیم تھا یا بروایت ابوحنیفہ دِینَوَرِی قُم میں رہائش پذیر تھا بڑی سرگرمی سے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے لشکر جمع کرنا شروع کیا اور اپنے خطوط سے خراسان سے لے کر سندھ تک ملک میں ایک حرکت پیدا کر دی اور ہر طرف سے ایرانی فوج اُمڈ کر نِہَاوَنْد میں جمع ہونے لگی۔

(فتوح البلدان، صفحہ 184، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء) (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 521، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 192، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 139)

نِہَاوَنْد ایران کا ایک شہر ہے جو کِرْمَان شاہ کے مشرق میں واقع ہے اور صوبہ ہَمْدَان کے دارالحکومت ہمدان سے تقریباً ستر کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔

(اٹلس فتوحات اسلامیہ، جلد2، صفحہ 118، مکتبہ دارالسلام ریاض 1428ھ)

نِہَاوَنْد مکمل طور پر پہاڑوں کے درمیان ایک شہر تھا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 426 دارالمعرفہ بیروت 2007ء)

حضرت سعدؓ نے اس لشکر کی اطلاع حضرت عمرؓ کی خدمت میں مدینہ ارسال کر دی۔

(تاریخ الطبری جلد2، صفحہ 522، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

چند روز بعد جب خود حضرت سعدؓ کو حضرت عمرؓ نے ان کے عہدے سے سبکدوش کر دیا اور حضرت سعدؓ کو مدینہ جانے کا موقع ملا تو حضرت سعدؓ نے پھر یہ زبانی اطلاعات حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کر دیں۔

(تاریخ الطبری جلد2، صفحہ 523، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت سعدؓ کو معزول کر کے یہ اہم عہدہ دربارِ خلافت کی طرف سے حضرت عَمَّارْ بن یَاسِرؓ کو دیا گیا۔ حضرت عمارؓ کو اس ایرانی جنگی کارروائی کے سلسلہ میں جو اطلاعات ملتی رہیں وہ آپؓ مدینہ بھجواتے رہے۔

(اخبار الطوال، وقعۃ القادسیہ، صفحہ 192، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (فتوح البلدان، صفحہ 170، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء) (مقالہ 'تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 140)

حضرت عمرؓ نے مجلسِ مشاورت منعقد کی اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں فرمایا: اے قوم عرب! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور افتراق کے بعد تمہیں متحد کر دیا اور فاقہ کشی کے بعد تمہیں غنی کر دیا۔ اور جس میدان میں بھی تمہیں دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا اس نے تمہیں فتح دی۔ پس تم نہ کبھی ماندہ ہوئے نہ مغلوب۔ اور اب شیطان نے کچھ لشکر جمع کیے ہیں تا کہ خدا کے نور کو بجھائے اور یہ عَمَّار بن یَاسِر کا خط ہے کہ قُومِس، طَبَرِسْتَان، دُنْبَاوَنْد، جُرْجَان، اصفہان، قُم، ہَمْدَان، مَاہَین اور مَاسَبْذَان کے باشندے اپنے بادشاہ کے گرد جمع ہو رہے ہیں تا کہ تمہارے بھائیوں کے مقابلے کے لیے جو کوفہ اور بصرہ میں ہیں نکلیں اور ان کو اپنے وطن سے نکال کر خود تمہارے ملک پر حملہ آور ہوں۔ اے لوگو! اس بارے میں مجھے اپنا مشورہ دو۔

(اخبار الطوال، صفحہ 192، وقعۃ نہاوند، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

یہ معاملہ اہم ہے۔ میں نہیں پاتا کہ آپ لوگ زیادہ باتیں کریں اور آپس میں اختلاف رائے رکھیں۔ میں پاتا ہوں کہ آپ مختصراً مجھے مشورہ دیں کہ کیا یہ مناسب ہوگا کہ میں خود اس وقت ایران کو روانہ ہوں اور بصرہ و کوفہ کے درمیان کسی مناسب مقام پر قیام کر کے اپنے لشکر کا مددگار رہوں اور اگر خدا کے فضل سے اس معرکہ میں فتح ہو جائے تو اپنے لشکر کو دشمن کے علاقے میں مزید پیش قدمی کے لیے روانہ کروں۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 523، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت عمرؓ کی تقریر کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہوئے اور تشہد کے بعد بولے کہ اے امیر المومنینؓ! امورِ مملکت نے آپؓ کو دانشمند بنا دیا ہے اور تجارب نے آپؓ کو ہوشیار بنا دیا ہے۔ آپؓ جو چاہیں کیجیے اور جو آپؓ کی اپنی رائے ہے اس پر عمل کیجیے۔ ہم آپؓ کے ساتھ ہیں۔ آپؓ ہمیں حکم دیں، ہم آپؓ کی اطاعت کریں گے۔ ہمیں بلائیں، ہم آپؓ کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ ہمیں بھیجیں، ہم روانہ ہو جائیں گے۔ آپؓ ہمیں ساتھ لے جانا چاہیں، ہم آپؓ کے ساتھ ہوں گے۔ آپؓ خود ہی اس امر کا فیصلہ کیجیے کیونکہ آپؓ باخبر اور تجربہ کار ہیں۔ طلحہ یہ کہہ کر بیٹھ گئے مگر حضرت عمرؓ مشورہ لینا چاہتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا: لوگو کچھ کہو کیونکہ آج کا موقع ایسا ہے جس کے نتائج دیرپا ہیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے امیر المومنینؓ! میری رائے یہ ہے کہ آپؓ شام اور یمن میں یہ احکامات بھیج دیں کہ وہاں کی اسلامی افواج ایران کی طرف روانہ ہوں۔ (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 523-524، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) اسی طرح بصرہ کی افواج کو احکام بھیج دیں کہ وہاں سے بھی فوجیں روانہ ہو جائیں اور آپؓ خود یہاں سے حجاز کی افواج کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوں۔ (اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 193، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) اس صورت میں وہ جو دشمن کی کثرت تعداد کے خطرے کا احساس آپؓ کو ہے وہ دُور ہو جائے گا۔ یہ موقع واقعی ایسا ہے جس کے نتائج دیرپا ہوں گے۔ اس لیے آپؓ کی اس میں خود اپنی رائے اور اپنے رفقائے کار کے ساتھ موجودگی ضروری ہے۔

(تاریخ الطبری جلد2، صفحہ 524، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

یعنی خود جانا چاہیے فرنٹ لائن پہ۔ حضرت عثمانؓ کی یہ تجویز مجلس کے اکثر لوگوں کو پسند آئی اور مسلمان ہر طرف سے بولے کہ یہ ٹھیک ہے۔ (اخبار الطوال، صفحہ 193، وقعۃ نہاوند، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

اس کو بھی حضرت عمرؓ نے مانا نہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ مزید مشورہ دو۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہو گئے۔ ایک لمبی تقریر کی جس میں فرمایا امیر المومنینؓ! اگر آپؓ نے شام کی افواج کو وہاں سے ہٹ جانے کا حکم دیا تو وہاں رومی حکومت کا قبضہ ہو جائے گا اور اگر یمن سے اسلامی افواج ہٹ آئیں تو حبشہ کی حکومت وہاں قبضہ کر لے گی۔ اگر آپؓ خود یہاں سے روانہ ہوئے تو ملک کے گوشہ گوشہ سے مسلمان آپؓ کا نام سن کر آپؓ کی معیت کے لیے اُمڈ پڑیں گے اور جس طرح کے خطرے کے مقابلے کے لیے آپؓ جا رہے ہیں اس سے زیادہ خطرہ ملک خالی ہو جانے کی وجہ سے خود یہاں پیدا ہو جائے گا۔ اس کے بجائے حضرت علیؓ نے تجویز یہ دی کہ آپ بصرہ یہ حکم بھیجیں کہ کل فوج کے تین حصے کر دیے جائیں۔ ایک حصہ تو اسلامی آبادی میں مکان و اطراف کی حفاظت کے لیے چھوڑا جائے۔ ایک حصہ ان مفتوحہ علاقوں میں مقرر کر دیا جائے جن سے صلح ہو چکی ہے تا کہ جنگ کے وقت وہاں کے لوگ عہد شکنی کر کے بغاوت نہ کر بیٹھیں اور ایک حصہ مسلمانوں کے لیے، کوفہ والوں کی امداد کے لیے روانہ کر دیا جائے۔ (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 524، 523، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) اسی طرح کوفہ والوں کو لکھ دیں کہ ایک حصہ فوج کا وہیں مقیم رہے اور دو حصے دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوں۔

اور اسی طرح شام کی افواج کو حکم بھیج دیں کہ دو حصے فوج شام میں مقیم رہے اور ایک حصہ ایران روانہ کر دی جائے اور اس قسم کے احکام عمان اور ملک کے دوسروں علاقوں اور شہروں کے نام صادر کر دیے جائیں۔

(اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 193 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

آپؓ کا خود محاذ جنگ پر جانا اس لیے مناسب نہیں کہ آپؓ کی پوزیشن تو اس لڑی کی سی ہے جس میں موتی پروئے ہوتے ہیں۔ اگر لڑی کھل جائے تو موتی بکھر جائیں گے اور پھر کبھی اکٹھے نہ ہوں گے اور پھر اگر ایرانیوں کو یہ معلوم ہوا کہ خود حاکمِ عرب محاذ جنگ پر آیا ہے تو وہ اپنی پوری طاقت صرف کریں گے اور اپنا پورا زور لگا کر مقابلہ کے لیے آئیں گے۔ اور یہ جو آپؓ نے دشمن کی افواج کی نقل و حرکت کا ذکر کیا ہے تو خدا تعالیٰ آپؓ کی نقل و حرکت کے مقابلہ میں دشمن کی نقل و حرکت کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کو بدل ڈالنے کی بہت قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ جو آپؓ نے دشمن کی تعداد کی زیادتی کا ذکر کیا ہے تو ماضی میں ہماری روایات کثرتِ تعداد کے بل پر لڑائی کرنا نہیں بلکہ ہماری جنگ خدائی امداد کے بھروسے پر ہوتی ہے اور ہمارے معاملے میں فتح و شکست فوج کی کثرت و قلت پر نہیں۔ یہ تو خدا کا دین ہے جس کو خدا نے غالب کیا ہے اور اس کا لشکر ہے جس کی اس نے مدد کی اور ملائکہ کے ذریعہ ان کی وہ تائید کی کہ اس سے یہ مقام حاصل ہو گیا ہے۔ ہم سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی مدد کرے گا۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 523، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اگر میں خود روانہ ہوا تو اِدھر مسلمان تمام اطراف و اکناف سے ٹوٹ پڑیں گے اور اُدھر خود ایرانی پورے زور سے اپنے ساتھیوں کی امداد کے لیے نکلیں گے اور یہ کہیں گے کہ عرب کا سب سے بڑا حاکم خود میدان جنگ میں نکلا ہے۔ اگر اس معرکے کو ہم نے جیت لیا تو گویا سارے عرب کو مار لیا۔ اس وجہ سے میرا جانا مناسب نہیں۔ یعنی کہ دشمن یہ کہے گا کہ اگر ہم نے جیت لیا تو سارے عرب پہ ہمارا قبضہ ہوگیا۔ اس وجہ سے میرا جانا مناسب نہیں۔ آپ لوگ مشورہ دیں کہ کس شخص کو لشکر کا کمانڈر بنایا جائے مگر ایسے شخص کا نام لیا جائے جو عراق کی جنگوں میں شریک ہو کر تجربہ حاصل کر چکا ہو۔ لوگوں نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ حضور خود ہی اہل عراق اور وہاں کے لشکر کے متعلق زیادہ علم رکھتے ہیں۔ وہ لوگ آپ کے پاس وفد بن کر آتے رہے ہیں۔ آپؓ کو انہیں پرکھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 524، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت عمرؓ کی تیز نگاہ نے حضرت نُعمان بن مُقَرِّن ؓ کو اس ذمہ داری کے لیے منتخب کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ صحابہ میں سے تھے۔

(اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 193، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت نعمانؓ مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے کہ حضرت عمرؓ تشریف لائے اور انہیں دیکھ کر ان کے پاس جا بیٹھے۔ نعمان نماز سے فارغ ہوئے تو آپؓ نے انہیں فرمایا کہ میں تمہیں ایک عہدے پر مامور کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نعمانؓ بولے اگر کوئی فوجی عہدہ ہے تو میں حاضر ہوں لیکن اگر ٹیکس جمع کرنے کا کام ہے تو وہ مجھے پسند نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں فوجی عہدہ ہے۔

(فتوح البلدان، صفحہ 183، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

لیکن جو بات حقائق سے زیادہ قریب لگتی ہے وہ طَبَرِی کی یہ روایت ہے۔ نِہَاوَنْد کے محاذ پر حضرت نعمان بن مُقَرِّن ؓ کو مقرر کرنے کے بارے میں جو طبری میں لکھا ہے جیسا کہ میں نے کہا وہ یہ ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نِہَاوَنْد کے واقعات میں یہ بھی مذکور ہے کہ نعمان بن مُقَرِّن ؓ کَسکَر پر عامل مقرر تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے مجھے خراج کی وصولی پر لگایا ہوا ہے جبکہ مجھے جہاد پسند ہے اور اس کی خواہش و رغبت ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ نعمانؓ نے مجھے لکھا ہے کہ آپؓ نے اسے خراج کی وصولی پر لگایا ہوا ہے جبکہ اسے یہ کام ناپسند اور جہاد میں رغبت ہے۔ اس لیے انہیں نِہَاوَنْد میں اہم ترین محاذ پر بھیج دیں۔ الغرض یہ اہم کمان حضرت نعمان بن مُقَرِّن ؓ کے سپرد ہوئی اور وہ دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے جب وہ غالباً کوفہ میں تھے انہیں یہ خط لکھا۔ یہ خط بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ وہ مدینہ میں نہیں تھے بلکہ کوفہ میں تھے تو اس وقت یہ خط لکھا اور خط اس طرح شروع کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نعمان بن مُقَرِّن کے نام۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ۔ پھر تحریر فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اَمَّا بَعْدُ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایرانیوں کا ایک زبردست لشکر شہر نِہَاوَنْد میں تمہارے مقابلے کے لیے جمع ہوا ہے۔ میرا یہ خط جب تمہیں ملے تو خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی تائید و نصرت کے ساتھ اپنے ساتھی مسلمانوں کو لے کر روانہ ہو جاؤ مگر انہیں ایسے خشک علاقے میں نہ لے جانا جہاں چلنا مشکل ہو۔ ان کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہ کرنا مبادا وہ ناشکر گزار بنیں اور نہ ہی کسی دلدل کے علاقے میں لے جانا کیونکہ ایک مسلمان مجھے ایک لاکھ دینار سے زیادہ محبوب ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ

اس حکم کی تعمیل میں حضرت نعمانؓ دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؓ کی معیت میں بعض ممتاز اور بہادر مسلمان مثلاً حُذَیْفَہ بن یَمَان، ابنِ عمر، جَرِیْر بن عبدُ اللہ بَجَلِی، مُغِیرہ بن شُعْبَہ، عَمر و بن مَعْدِ یْکَرِب، طُلَیحہ بن خُوَیلَد اَسَدِی اور قَیس بن مَکشُوح مُرادی بھی تھے۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 518، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت عمرؓ نے ہدایت کی تھی کہ اگر نعمان بن مُقَرِّن شہید ہو جائیں تو امیر، حُذَیْفَہ بن یَمان ہوں گے۔ ان کے بعد جریر بن عبداللہ بجلی۔ ان کے بعد حضرت مُغِیرہ بن شُعبہ اور ان کی شہادت پر اَشْعَث بن قیس۔ عمرو بن مَعْدِ یْکَرِب اور طُلَیحہ بن خُوَیلَد کے بارے میں نعمان کو حضرت عمرؓ نے یہ لکھا کہ عمرو بن مَعْدِ یْکَرِب اور طُلَیحہ بن خُوَیلَد دونوں تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ دونوں عرب کے شہسوار ہیں۔ ان سے جنگی امور میں مشورہ لیتے رہنا مگر ان کو کسی کام میں افسر نہ بنانا۔ (اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 194، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

بہرحال اسلامی لشکر روانہ ہوا۔ حضرت نُعمانؓ نے جاسوسوں کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ نِہَاوَنْد تک راستہ صاف ہے جہاں دشمن کا لشکر جمع تھا۔ (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 525، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

قبل ازیں جو اطلاعات ملی تھیں ان سے معلوم ہوتا تھا کہ دشمن بہت بڑی تعداد میں جمع ہو رہا ہے۔ مؤرخین نے اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار اور ایک لاکھ بھی لکھی ہے۔

(فتوح البلدان، صفحہ 183، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

مگر بخاری کی جو روایت ہے اس کے مطابق یہ تعداد چالیس ہزار تھی۔

(صحیح بخاری، کتاب الجزیہ والموادعۃ، باب الجزیہ والموادعۃ مع اھل الذمہ والحرب 3159)

یعنی جو پہلے ساٹھ ہزار یا لاکھ ہے یہ مبالغہ ہے۔ بخاری کے مطابق تو دشمن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ دشمن نے چاہا کہ کسی شخص کو گفتگو کے لیے بھیجا جائے۔ حضرت مُغِیرہ بن شعبہ تشریف لے گئے۔ ایرانیوں نے بڑی شان و شوکت سے مجلس منعقد کی۔ ایرانی سپہ سالار سر پر تاج پہنے سنہری تخت پر متمکن تھا۔ درباری ایسے ہتھیار لگائے بیٹھے تھے کہ دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ مترجم موجود تھا۔ ایرانی سپہ سالار نے وہی پرانی کہانی دہرائی۔ اہل عرب کی زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے رذیل حالت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اپنے سرداروں کو جو میرے گرد بیٹھے ہیں اس لیے تم لوگوں کو ختم کر دینے کا حکم نہیں دیتا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے گندے اجسام سے ان کے تیر ناپاک ہوں۔ (نعوذ باللہ)۔ اگر اب بھی تم واپس چلے جاؤ تو ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں ورنہ پھر میدان جنگ میں تمہاری لاشیں نظر آئیں گی۔ دشمن کی ان مضحکہ خیز دھمکیوں سے کیا ہوتا تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ اب وہ زمانہ گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد نے نقشہ ہی بدل دیا ہے۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 520، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

سفارت ناکام ہوئی بہرحال اور دونوں لشکر معرکہ آرائی کے لیے تیار ہوئے۔ اسلامی لشکر کے مقدمے پر نُعَیم بن مُقَرِّن ؓ مقرر تھے۔ بازوؤں کی کمان حُذَیفَہ بن یَمان اور سُوَید بن مُقَرِّن کے ہاتھ میں تھی۔ مُجَرَّدَہ کے افسر قعقاع بن عمرو تھے۔ مجردہ گھڑ سواروں کی جو فرنٹ لائن کے گھڑ سواروں کا رسالہ ہے اس کو کہتے ہیں اور لشکر کا پچھلا حصہ مُجَاشِع کی سرکردگی میں تھا۔ (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 525، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

جھڑپیں شروع ہو گئیں مگر میدان جنگ کی صورت حال مسلمانوں کے لیے سخت ضرر رساں تھی کیونکہ دشمن خندقوں، قلعوں اور مکانوں کی وجہ سے محفوظ تھا۔ مسلمان کھلے میدان میں تھے۔ دشمن جب اپنے لیے مناسب دیکھتا اچانک باہر نکل کر حملہ کر دیتا اور پھر واپس اپنے محفوظ مقامات میں داخل ہو جاتا۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 526، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

اسلحہ کے لحاظ سے دشمن کی یہ حالت تھی کہ ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں ایک جگہ گزرتے دیکھا ایسے معلوم ہوتا تھا گویا لوہے کے پہاڑ ہیں۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 520، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

ان حالات کو دیکھ کر اسلامی لشکر کے سپہ سالار نعمان بن مُقَرِّن نے ایک مشورے کی مجلس منعقد کی جس میں لشکر کے تجربہ کار اور باتدبیر لوگوں کو بلوایا اور ان کو مخاطب ہو کر بولے۔ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح دشمن اپنے قلعوں، خندقوں اور عمارتوں کی وجہ سے محفوظ بیٹھا ہوا ہے۔ جب اس کی مرضی ہوتی ہے باہر نکلتا ہے اور مسلمان اس وقت اس سے لڑائی نہیں کر سکتے جب تک خود اس کی مرضی باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی نہ ہو۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 526، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

ادھر دشمن کو امدادی کمک بھی مسلسل مل رہی ہے۔

(اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 194، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

انہوں نے کہا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان اس صورت حال سے کس مشکل میں مبتلا ہیں۔ اب کیا طریق اختیار کیا جائے کہ دیر کیے بغیر ہم دشمن کو کھلے میدان میں آ کر مقابلہ کے لیے مجبور کر دیں۔ سپہ سالار کی اس بات کو سن کر اس مجلس میں سب سے عمر رسیدہ شخص عَمرو بن ثُبَیّ بولے۔ وہ قلعوں میں محصور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دشمن قلعوں میں محصور ہے اور محاصرہ لمبا ہو رہا ہے اور یہ امر اسلامی لشکر کی نسبت دشمن پر زیادہ گراں اور تکلیف دہ ہے۔ اس لیے آپ اس طرح چلنے دیجیے اور محاصرہ لمبا کرتے چلے جائیں۔ ہاں ان میں جو لڑنے نکلتے ہیں ان سے مقابلہ جاری رکھا جائے مگر عَمرو بن ثُبَیّ کی یہ تجویز مجلس نے منظور نہ کی۔ اس کے بعد عمرو بن مَعدِ یکَرِب نے کہا گھبرانے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ پوری طاقت سے آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا جائے مگر یہ تجویز بھی ردّ کر دی گئی۔ تجربہ کاروں نے یہ اعتراض کیا کہ آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی صورت میں ہمیں انسانوں سے مقابلہ نہیں کرنا پڑتا بلکہ دیواروں سے ٹکر لینی پڑتی ہے۔ یہ دیواریں ہمارے خلاف دشمن کو مدد دیتی ہیں۔ یعنی قلعہ میں بند ہیں۔ دشمن تو سامنے نہیں ہے۔ اس پر طُلَیحہ کھڑے ہوئے اور بولے میرے نزدیک ان دونوں صاحبوں کی رائے درست نہیں ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا رسالہ دشمن کی طرف بھیجا جائے جو قریب جا کر تیر اندازی کر کے کچھ لڑائی بھڑکانے کی صورت پیدا کرے۔ اس رسالے کے مقابلہ کے لیے دشمن باہر نکلے گا اور ہمارے رسالے کا مقابلہ کرے گا۔ اس صورت میں ہمارا رسالہ پیچھے ہٹنا شروع کر دے اور یہ ظاہر کرے گویا وہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے۔ امید ہے کہ دشمن فتح کی طمع میں باہر نکلے گا اور جب وہ باہر کھلے میدان میں آ جائے تو ہم اس سے اچھی طرح نمٹ لیں گے۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 526، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت نعمانؓ نے یہ تجویز منظور کر لی اور اسے حضرت قَعْقَاعؓ کے سپرد کیا کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں۔ انہوں نے طُلَیحہ کی تجویز پر عمل کیا اور بعینہٖ ویسا ہی ظہور میں آیا جو طُلَیحہ کا خیال تھا۔ قَعْقَاع آہستہ آہستہ شکست کھا کر ہٹتے چلے گئے اور دشمن کا لشکر فتح کے نشے میں بڑھتا چلا آیا حتیٰ کہ سب اپنے قلعوں سے باہر نکل آئے۔ صرف دروازوں پر مقرر کردہ پہرے دار، پہرہ دینے والے سپاہی اپنے محفوظ مقامات میں اندر رہ گئے۔

دشمن کی فوج اپنی مستحکم پوزیشنوں سے باہر آ کر بڑھتے بڑھتے اصل اسلامی لشکر سے اس قدر قریب آ گئی کہ اس کے تیروں سے بعض مسلمان زخمی ہو گئے مگر حضرت نعمانؓ نے ابھی عام مقابلے کی اجازت نہ دی تھی۔ حضرت نعمانؓ عاشقِ رسول تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہ تھا کہ اگر صبح جنگ شروع نہ ہو تو پھر زوال کے بعد لڑائی کا اقدام فرماتے جبکہ گرمی کی شدت نہ رہتی اور ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتیں۔ بعض مسلمان مقابلے کے لیے بےقرار تھے اور دشمن کے تیروں سے کچھ لوگوں کے زخمی ہو جانے سے یہ جوش اَور بھی بڑھ گیا تھا۔ وہ سردارِ لشکر کی خدمت میں جا کر اجازت مانگتے اور آپؓ کہتے کہ ذرا اَور انتظار کرو یعنی کمانڈر نے ان کو کہا کہ اَور انتظار کرو۔ حضرت مُغیرہ بن شعبہؓ بےقرار ہو کر بولے۔ میں ہوتا تو مقابلے کی اجازت دے دیتا۔ نُعمان نے جواب دیا ذرا دیر اَور صبر کرو۔ بےشک جب آپ امیر ہوتے تھے تو عمدہ انتظام کرتے تھے مگر آج بھی خدا ہمیں اور آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ جو چیز آپ جلدی کر کے حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمیں اس کو تحمل سے کام لے کر حاصل کرنے کی امید ہے۔

جب دوپہر ڈھلنے کو تھی تو حضرت نعمانؓ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سارے لشکر کا چکر لگایا اور ہر جھنڈے کے پاس کھڑے ہو کر نہایت پُرجوش تقریر کی۔ (تاریخ الطبری جلد 2، صفحہ 526-527، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) اور نہایت دردناک الفاظ میں اپنی شہادت کے لیے دعا کی جس کو سن کر لوگ رونے لگے۔ اس کے بعد آپ نے ہدایت کی کہ میں تین مرتبہ تکبیر کہوں گا اور ساتھ ہی جھنڈا ہلاؤں گا۔ پہلی مرتبہ ہر شخص مستعد ہو جائے۔ دوسری دفعہ ہتھیار تول لے یعنی ہتھیاروں کو تیار رکھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑنے کے لیے بالکل تیار ہو جائے اور تیسری مرتبہ تکبیر کہنے اور جھنڈا ہلانے کے ساتھ ہی میں دشمن کی صفوں پر جا پڑوں گا۔ تم میں سے ہر شخص اپنے مقابل کی صفوں پر حملہ کر دے۔ اس کے بعد دعا کی کہ اے خدا! اپنے دین کو عزت دے۔ اپنے بندوں کی نصرت فرما اور اس کے بدلے میں نعمان کو پہلا شہید ہونے کی توفیق عطا کر۔ یعنی کمانڈر نے یہ دعا کی۔ حضرت نُعمانؓ نے تیسری بار تکبیر کہی تھی کہ مسلمان دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ راوی کہتا ہے کہ جوش کا یہ عالم تھا کہ کسی ایک کے متعلق بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مرے یا فتح حاصل کیے بغیر واپس جانے کا خیال بھی رکھتا ہو۔

نعمان جھنڈا لیے خود اس تیزی سے دشمن پر لپکے کہ دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جھنڈا نہیں بلکہ کوئی عقاب جھپٹا مار رہا ہے۔ غرض مسلمان تلواریں لے کر یکجائی طور پر حملہ آور ہوئے مگر دشمن کی صفیں بھی اس ریلے کے سامنے جمی ہوئی تھیں۔ لوہے کے لوہے سے ٹکرانے سے سخت شور ہو رہا تھا۔ زمین پر خون بہنے کی وجہ سے مسلمان شہ سواروں کے گھوڑے پھسلنے لگے۔ حضرت نعمان جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ آپؓ کا گھوڑا ابھی پھسلا اور آپ زمین پر گِر پڑے۔ آپ اپنی سفید قبا اور ٹوپی کی وجہ سے نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔ آپ کے بھائی نَعیم بن مُقَرِّن ؓ نے جب آپ کو گرتے دیکھا تو کمال ہوشیاری سے جھنڈا گرنے سے قبل ہی اٹھا لیا اور حضرت نعمانؓ کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور جھنڈا لے کر حذیفہ بن یمان کے پاس آئے جو حضرت نعمانؓ کے جانشین تھے۔ حضرت حُذَیفہ نُعیم بن مُقَرِّن کو لے کر اس مقام پر آ گئے جہاں نعمانؓ تھے اور اس جگہ جھنڈا بلند کر دیا گیا اور حضرت مغیرہؓ کے مشورہ کے مطابق لڑائی کا نتیجہ نکلنے تک حضرت نعمانؓ کی وفات کو مخفی رکھا گیا۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 527، 521، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

اخبار الطوال میں لکھا ہے کہ حضرت نعمان بن مُقَرِّنؓ جب زخمی ہو کر گرے تو ان کے بھائی انہیں اٹھا کر خیمہ میں لے گئے اور ان کا لباس خود پہن لیا اور ان کی تلوار لے کر ان کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اکثر لوگوں کو یہی غلط فہمی رہی کہ یہ حضرت نعمان ہیں۔

(اخبار الطوال، وقعۃ نہاوند، صفحہ 195، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

مؤرخ طبری نے نہایت نازک مرحلے پر امیر کے حکم کی اطاعت کی عمدہ مثال لکھی ہے۔ حضرت نعمانؓ نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر نعمان بھی قتل ہو جائے تو کوئی شخص لڑائی چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ دشمن سے مقابلہ جاری رکھے۔ معقل کہتے ہیں کہ جب حضرت نعمانؓ گرے تو میں آپؓ کے پاس آیا پھر مجھے آپؓ کا حکم یاد آیا اور میں واپس چلا گیا۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 533، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) اور لڑائی شروع کر دی۔

بہرحال لڑائی دن بھر بڑے زور سے جاری رہی مگر رات ہوتے ہی دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور ایرانیوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 527-528، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

مَعْقِل کہتے ہیں کہ فتح کے بعد مَیں حضرت نعمانؓ کے پاس آیا۔ ان میں رمق باقی تھی۔ تھوڑی سی سانس لے رہے تھے۔ میں نے ان کا چہرہ اپنی چھاگل سے دھویا۔ آپؓ نے میرا نام پوچھا اور دریافت کیا کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا آپؓ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی بشارت ہو۔ آپؓ نے فرمایا الحمد للہ عمرؓ کو اطلاع کر دو۔ (فتوح البلدان، صفحہ 183، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

حضرت عمرؓ نہایت شدت سے لڑائی کے نتیجہ کے منتظر تھے۔ جس رات لڑائی کی توقع تھی وہ رات حضرت عمرؓ نے نہایت بےچینی سے جاگ کر گزاری۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 528، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) راوی کہتے ہیں کہ اس تکلیف سے دعا میں مصروف رہے کہ معلوم ہوتا کہ کوئی حاملہ عورت تکلیف میں ہے۔ قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچا۔ حضرت عمرؓ نے الحمد للہ کہا اور نعمانؓ کی خیریت پوچھی۔ قاصد نے ان کی وفات کی خبر سنائی تو حضرت عمرؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 521، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) اور سر پہ ہاتھ رکھ کر روتے رہے۔

(فتوح البلدان، صفحہ 184، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

قاصد نے دوسرے شہداء کے نام سنائے اور کہا کہ امیر المومنینؓ! اَور بھی بہت سے مسلمان شہید ہوئے ہیں جنہیں آپؓ نہیں جانتے۔ حضرت عمرؓ روتے ہوئے بولے، عمر انہیں نہیں جانتا تو انہیں اس کا کوئی نقصان نہیں خدا تو انہیں جانتا ہے۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 521، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

گو مسلمانوں میں غیر معروف ہیں مگر خدا نے ان کو شہادت دے کر معزز کر دیا ہے۔ اللہ ان کو پہچانتا ہے۔ عمرؓ کے پہچاننے سے انہیں کیا غرض۔ معرکے کے بعد مسلمانوں نے ہَمَذَان تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ یہ دیکھ کر ایرانی سردار خُسرَ وشُنُوم نے ہَمَذَان اور دَستَبِیٰ کے شہروں کی طرف سے اس ضمانت پر مصالحت کر لی کہ ان شہروں سے مسلمانوں پر حملہ نہیں ہو گا۔ اسلامی لشکر نے شہر نِہَاوَند پر قبضہ کر لیا۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 528، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

نِہَاوَند کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت اہم تھی۔ اس کے بعد ایرانیوں کو ایک جگہ مجتمع ہو کر مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملا اور مسلمان اس فتح کو فتح الفتوح کے نام سے یاد کرنے لگے۔

(فتوح البلدان، صفحہ 184، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

ایران پر عام لشکر کشی کی تجویز بھی ہوئی۔ کس طرح ہوئی؟ اس بارہ میں لکھا ہے کہ گو اخلاقی اور قانونی نقطہ نظر سے مسلمان اس امر کے بالکل مجاز تھے کہ مملکت کی جارحانہ طاقت کو پوری طرح توڑ کر دم لیں کیونکہ دشمن بار بار حملہ کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کا دردمند دل ہر مرحلے پر مزید خونریزی سے متنفر تھا لیکن حضرت عمرؓ کو یہ چیز پسند نہیں تھی اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سچے خادم کی قلبی خواہش تھی کہ ایرانی سلطنت سرحدی علاقوں پر ہی شکست کھا کر مزید فوجی کارروائیاں بند کر دے اور یہ جنگ و جدال کا سلسلہ بند ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے نہ صرف اس خواہش کا متعدّد مرتبہ اظہار کیا بلکہ ایران و عراق کی افواج کو خود بخود کسی پیش قدمی سے کلیۃً منع کر دیا تھا مگر دشمن کی مزید فوجی کارروائیوں اور مفتوحہ علاقوں میں بار بار بغاوت کرا دینے کے سبب سے آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور محاذِ جنگ سے آمدہ اہل الرائے کے ایک وفد سے گفتگو کر کے آپؓ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مزید فوجی اقدام کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ یہ سترہ ہجری کی بات ہے مگر اس کے باوجود بھی ایک لمبے عرصہ تک آپؓ نے افواج کو آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ مگر اب حالات جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے مزید صبر کی اجازت نہ دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا تھا کہ یَزْدَجَرْد متواتر ہر سال فوج کو بھیج کر جنگ کی آگ بھڑکانے کا موجب بن رہا ہے۔ لوگوں نے بار بار آپؓ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ جب تک وہ اپنی سلطنت میں موجود ہے اس رویہ میں تبدیلی نہیں کرے گا اور اب نِہَاوَند کے معرکے نے اس رائے کو اَور بھی مضبوط کر دیا تھا۔ ان حالات سے مجبور ہو کر حضرت عمرؓ نے معرکہ نِہَاوَند اکیس ہجری کے بعد فوجی پیش قدمی کی اجازت دے دی تھی اور کُل ایران کی فتح کے لیے پلان (plan) بنا کر فوج کو فہ روانہ کی جو ان جنگی سرگرمیوں کے لیے چھاؤنی کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایران کے مختلف علاقوں کے لیے مختلف سپہ سالار مقرر کیے اور مدینہ سے ان کے لیے خود جھنڈے بنوا کر بھجوائے۔ خُراسَان کا جھنڈا اَحنَف بن قَیس کو، اِصطَخر کا جھنڈا عثمان بن ابو العاص کو، اَرْدَشِیْر اور سَابُور کا جھنڈا مُجَاشِع بن مسعود کو اور فسَا اور دَارَابجِرْد کا سَارِیہ بن زُنَیم کو، سِجِستَان کا عاصِم بن عمرو کو مکران کا حکم بن عَمرو کو بھیجا اور کَرْمَان کا جھنڈا سُہیل بن عَدِی کو دیا۔ آذربائیجان کی فتح کے لیے عُتبَہ بن فَرقَد اور بُکَیر بن عبداللہ کو جھنڈے بھیجے اور حکم دیا کہ ایک آذربائیجان پر دائیں طرف حُلوَان سے حملہ کرے اور دوسرا بائیں طرف موصل کی طرف سے حملہ آور ہو۔ اصفہان

ارشاد باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو بھی اہمیت دے یقیناً فجر کے وقت قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ''سلام''

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

کی مہم کا جھنڈا عبداللہ بن عبداللہ کو عنایت ہوا۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 164 تا 166)

اصفہان کی فتح کے بارے میں لکھا ہے کہ اصفہان کی مہم عبداللہ بن عبداللہ کے سپرد ہوئی۔ وہ نہاوند میں تھے کہ حضرت عمرؓ کا خط ملا کہ اصفہان کی طرف روانہ ہوں اور ہراول دستوں کا کمانڈر عبداللہ بن وَرْقاء رِیَاحی کو بنائیں۔ بازوؤں کی کمان عبداللہ بن وَرْقاء اَسَدِی کو اور عِصْمَہ بن عبداللہ کے سپرد کریں۔ عبداللہ روانہ ہوئے۔ شہر کے مضافات میں اصفہان والوں کے ایک لشکر سے مقابلہ ہوا جو ایرانی سپہ سالار اُسْتَنْدَار کی سرکردگی میں تھا۔ دشمن کے ہراول کا افسر یعنی جو پہلا دستہ تھا اس کا افسر ایک تجربہ کار بوڑھا شَہْر بَرَاز جَاذَوَیہ تھا۔ اس نے اپنے دستوں کو لے کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ شدید جنگ ہوئی۔ جَاذَوَیہ نے مُبَارَز طلبی کی۔ عبداللہ بن وَرْقاء نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سخت لڑائی کے بعد دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا اور سپہ سالار اُسْتَنْدَار نے عبداللہ بن عبداللہ سے مصالحت کر لی۔ اسلامی لشکر خاص اصفہان کی طرف بڑھا جو کہ جَیّ کے نام سے موسوم تھا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ایک روز شہر کا حاکم فَاذُوسْفَان باہر نکلا اور عبداللہ بن عبداللہ امیر اسلامی لشکر کو کہا کہ ہماری افواج کی لڑائی سے بہتر ہے کہ ہم تم آپس میں لڑیں جو اپنے حریف پر غالب ہو گیا وہ فاتح سمجھا جائے گا۔ عبداللہ نے یہ تجویز منظور کر لی اور کہا کہ پہلے تم حملہ کرو گے یا میں۔ فَاذُوسْفَان نے پہلے حملہ کیا۔ عبداللہ اس کے سامنے جمے رہے اور دشمن کی ضرب سے صرف ان کے گھوڑے کی زین کٹ گئی۔ عبداللہ گھوڑے کی ننگی پشت پر جم کر بیٹھ گئے اور وار کرنے سے پہلے اس کو مخاطب کیا۔ اب ٹھہرے رہنا۔ فَاذُوسْفَان بولا کہ آپ کامل اور عقلمند اور بہادر انسان ہیں میں آپ سے مصالحت کر کے شہر آپ کے سپرد کرنے کے لیے تیار ہوں چنانچہ صلح ہو گئی اور مسلمان شہر پر قابض ہو گئے۔ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتح 21 ہجری میں ہوئی۔ (طبری، جلد نمبر 2، صفحہ 531 تا 532)

مؤرخ بلاذری نے اس معرکے میں شریک ہونے والے اسلامی لشکر کی امارت پر عبداللہ بن عبداللہ کے بجائے عبداللہ بن بُدَیل بن وَرْقاء خُزَاعی کا نام لیا ہے۔ (فتوح البلدان، صفحہ 188)

مگر مؤرخ طبری نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے عبداللہ بن وَرْقاء اَسَدِی کو جو اس معرکے میں شریک تھے اور ایک بازو کے کمانڈر تھے عبداللہ بن بُدَیل بن وَرْقاء سے مخلوط کر دیا ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن بُدَیل، حضرت عمرؓ کے زمانے میں کم عمر تھے اور صِفِّین کی جنگ میں جب وہ قتل ہوئے تو ان کی عمر صرف چوبیس سال تھی۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 166 تا 168)

ہَمَذَان کی بغاوت اور دوبارہ فتح۔ نِہَاوَنْد کے بعد مسلمانوں نے ہَمَذَان بھی فتح کر لیا تھا تاہم ہَمَذَان والوں نے صلح کے معاہدے کو توڑ دیا اور آذربائیجان سے بھی فوجی مدد حاصل کر کے لشکر تیار کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے نُعَیم بن مُقَرِّن کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وہاں جانے کی ہدایت فرمائی۔ ایک سخت معرکے کے بعد مسلمانوں نے شہر فتح کر لیا۔

(ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 431 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

حضرت عمرؓ کو اس معرکے کے نتیجہ کی خاص فکر تھی۔ قاصد فتح کی خوشخبری لایا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے ذریعہ نُعَیم بن مُقَرِّن کو حکم بھیجا کہ ہَمَذَان میں کسی کو اپنا قائمقام بنا کر خودرَے کی طرف بڑھیں اور وہاں جو لشکر ہے اس کو شکست دے کر رَے میں ہی قیام کریں کیونکہ اس شہر کو اس تمام علاقے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 169)

بہرحال ابھی اَور دوسری جنگوں کا بھی ذکر ہے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جو فتوحات ہوئیں ان کا ذکر چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ یہ ذکر ہو گا۔

اس وقت میں بعض مرحومین کا بھی ذکر کروں گا اور جمعہ کی نماز کے بعد ان کا جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں جو پہلا ذکر ہے وہ محمد دیانتونو صاحب انڈونیشیا کا ہے جو 15 جولائی میں 46 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی اہلیہ نے لکھا کہ مرحوم ایک غیر احمدی خاندان میں پیدا ہوئے لیکن آپ کو بچپن سے مسجد جانے کا شوق تھا اور وہ دوسرے بچوں سے الگ تھلگ تھے۔ دیر دیر تک مسجد میں رہنا، اسلام کی تعلیم سیکھنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا انہیں پسند تھا۔ کہتے تھے کہ یہ سب ان کے لیے حقیقی نعمت تھی تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ گاؤں میں ان کا ایک دوست تھا جو احمدی تھا۔ جب یہ ہائی سکول میں پڑھتے تھے تب ان کے اس دوست سے ان کو جماعت کے بارے میں پتہ چلا۔ موصوف نے جماعت چی لیدوگ (Ciledug) اور چی ریبون میں بیعت کی۔ جب ان کے والد صاحب کو ان کی بیعت کا پتہ چلا تو انہیں بہت غصہ آیا اور گھر سے نکال دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کا بیٹا گمراہ ہو گیا ہے۔ بہرحال گھر کا دروازہ بھی ان کے لیے نہیں کھولا جاتا تھا۔ ان کو باہر سونا پڑتا تھا۔ کچھ دیر یہ اسی طرح چلتا رہا پھر کچھ معاف بھی کر دیا، گھر بھی آنے لگ گئے۔ بہرحال 1997ء میں لوکل جماعت کے عہدیداران نے ان کو جامعہ جانے کی تجویز دی کیونکہ ان کے نزدیک وہ مبلغ بننے کے قابل تھے۔ ان کو جوانی سے ہی تبلیغ کا شوق تھا۔ بہرحال انہوں نے جامعہ میں داخلہ لیا اور 2002ء میں جامعہ سے فارغ ہوئے۔ ان کی پہلی تقرری جماعت جے نے پونتو (Jeneponto) میں ہوئی۔ کیونکہ ان کو تبلیغ کا شوق تھا اس لیے داعیان کے ساتھ تبلیغ کے لیے گاؤں گاؤں جاتے تھے۔ اللہ کے فضل سے ایک گاؤں میں سینکڑوں بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی اور جب مشن ہاؤس کی تعمیر شروع ہوئی تو آپ خود بھی کام کرتے تھے۔ اس وقت جماعت میں اس جگہ پہ کوئی مشن ہاؤس نہیں تھا۔ ان کی بیوی کہتی ہیں مجھے یاد ہے کہ ہم بہت ہی سادہ کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ اتنا سادہ تھا کہ گھر میں سامان بھی کوئی نہیں ہوتا تھا۔ گھر کا کُل سامان کیا تھا۔ صرف ایک کمبل تھا، ایک تکیہ تھا، ایک چٹائی تھی جس پہ سو جاتے تھے اور کھانا پکانے کے لیے جو برتن تھا اسی سے کام چلاتے تھے۔ ہر کام اسی سے لیتے۔ اسی سے کھانا پکاتے تھے اور اسی میں پانی وغیرہ رکھتے تھے۔ ایک دن کہتی ہیں کہ رئیس التبلیغ سیوطی عزیز صاحب اور صوبائی مبلغ سیف العیون صاحب ہمارے گھر آئے۔ گھر کی حالت دیکھ کر دونوں حیران ہو گئے۔ بہرحال اس کے بعد جماعت جے نے پونتو نے مشن ہاؤس بنانے کے لیے مرکز سے درخواست کی اور وہاں مشن ہاؤس کی تعمیر بھی ہو گئی۔ اس کے بعد مسجد بھی وہاں بن گئی۔ پہلے یہ لوگ مسلمانوں کی ایک مشترکہ مسجد تھی وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر مخالفت کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنی بند ہو گئی۔ پھر ایک گھر میں نماز پڑھتے تھے اور مسجد بنانے میں بھی بہت سی رکاوٹیں تھیں۔ مسجد بنانا چاہتے تھے لیکن مستریوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ گاؤں کا جو سردار تھا اس نے بھی دھمکی دی کہ نہیں بننے دوں گا۔ بہرحال ان تمام رکاوٹوں کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور بڑے مضبوط ارادے کے ساتھ مسجد کی تعمیر کرواتے رہے اور اگر مزدور وغیرہ نہیں آتے تھے تو خدام، اطفال سے وقارِ عمل کرواتے تھے بلکہ غیر احمدی بچے بھی وقارِ عمل میں شامل ہو جاتے تھے جن سے اچھا تعلق تھا اور یوں یہ مسجد بن گئی۔ یہ کہتی ہیں جب جکارتہ میں ان کی تقرری ہوئی تو وہاں بھی بہت زیادہ مخالفت تھی لیکن وہاں سیلاب آیا تو غیر احمدی مخالف پناہ لینے کے لیے ہماری مسجد میں آنے لگ گئے اور کہتے ہیں دو سال لگاتار سیلاب آتا رہا اور یہ لوگ ہماری مسجد میں ہی پناہ لیتے رہے۔ ایک طرف مخالفت کرتے رہے پھر پناہ لینے کے لیے آتے رہے۔ پھر کچھ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ان کے کارناموں میں سے ایک نمایاں کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے انڈونیشیا میں ریڈیو اور انٹرنیٹ کے ذریعہ جماعت کا پیغام اور خلیفۂ وقت کے خطبات کا ترجمہ براہ راست پیش کرنے کا انتظام کروایا۔ اس وقت یہاں یوٹیوب کے ذریعہ خطبہ کا لائیو ترجمہ ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ بہرحال انہوں نے ساری زندگی بڑی محنت کی اور ایک مثالی مبلغ سلسلہ تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بچے شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ صاحبزادہ فرحان لطیف صاحب شکاگو امریکہ کا ہے کچھ عرصہ ہوا ان کی وفات ہوئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم شکاگو جماعت کے فعال رکن تھے۔ ہمہ وقت مدد اور خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ چہرے پر مسکراہٹ اور سلام کرنے میں پہل آپ کا نمایاں وصف تھا۔ مسجد میں کوئی بھی بڑا چھوٹا کام ہوتا اس کے لیے فوراً لبیک کہتے اور خدمت کے لیے ہمیشہ صف اول میں ہوتے تھے۔ شکاگو جماعت میں آڈیٹر کے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین چھوٹے بچے اور بوڑھے والدین شامل ہیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر 45 سال تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ بچوں کو بھی جماعت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔

اگلا ذکر ملک مبشر احمد صاحب لاہور کا ہے۔ کافی عرصہ ہوا 21 نومبر کو ان کی وفات ہو گئی تھی لیکن جنازہ نہیں ادا کیا گیا تھا۔ ان کے بیٹے نے لکھا تھا کہ ان کا جنازہ پڑھ دیا جائے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور مفسر قرآن حضرت مولانا غلام فرید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ داؤد خیل ضلع میانوالی میں امیر جماعت کے علاوہ حیدر آباد میں مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ قرآن کریم کی ڈکشنری کی تکمیل میں بھی ان کو کام کا موقع ملا جس کو خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کی تعمیل میں انہوں نے اپنے والد ملک غلام فرید صاحب کی وفات کے بعد چھوٹے بھائی کے ساتھ مل کر ترتیب دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

ان سب کا جیسا کہ میں نے کہا نماز جنازہ نماز جمعہ کے بعد ادا کروں گا۔ ......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی نئی رسم پیدا کرتا ہے
جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے

(بخاری، کتاب الصلح)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہوتا ہے
اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے

(بخاری، کتاب بدء الوحی)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

متأخرین کی کتب

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ باقی جتنی بھی کتابیں سیرۃ وتاریخِ اسلام کے متعلق پائی جاتی ہیں وہ خواہ کیسی ہی مفید اور جامع ہوں وہ سیرت میں اصل ماخذ نہیں سمجھی جاسکتیں، کیونکہ انہوں نے جو کچھ لیا ہے مندرجہ بالا کتب سے لیا ہے۔ پس انہیں کسی تشریح کی تائید میں یا سہولت کی غرض سے تو پیش کیا جاسکتا ہے، مگر سَنَد کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ مصنّف کتاب ہذا نے بھی اپنی اس تصنیف میں جہاں کہیں کسی بعد کی کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ صرف سہولت کے خیال سے دیا ہے تاکہ متفرق حوالہ جات کی بجائے ایک حوالہ پر ہی اکتفا ہو سکے، لیکن ایسا حوالہ ہمیشہ اس تسلی کے بعد دیا گیا ہے کہ اس کا اصل ابتدائی کتب میں موجود ہے بایں ہمہ متأخرین کی کتب بھی بڑی قدر و قیمت کی چیز ہیں، کیونکہ اُن میں نہایت محنت و جانفشانی سے اصل کتب تاریخ و حدیث کی انتہائی وَرق گردانی کے بعد ایک قیمتی ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے اور بعض صُورتوں میں ایسا بھی ہے کہ ایک اصل کتاب تو اب ناپید ہے، لیکن کسی بعد کے مؤرخ کی کتاب میں اس کی کسی روایت کے آجانے سے اس کا یہ حصہ محفوظ رہ گیا ہے اسی طرح ایک محدود دائرہ کے اندر بعض متأخرین کی کتب بھی اصل ماخذ کا کام دے جاتی ہیں بشرطیکہ وہ خود معتبر اور مستند ہوں۔ بہرحال متأخرین کی کتب سیرۃ وتاریخ میں سے مندرجہ ذیل کتب قابلِ ذکر ہیں:

(1) الروض الانف (مصنّفہ عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی، 508ھ تا 581ھ) یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور سیرۃ ابنِ ہشام کی شرح کے طور پر لکھی گئی ہے نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔

(2) تاریخ الکامل (مصنّفہ حافظ ابن اثیر الجزری، 555ھ تا 630ھ) یہ کتاب بارہ ضخیم جلدوں میں ہے اور زیادہ تر طبری سے ماخوذ ہے اور عمدہ صورت میں مُرتّب شدہ ہے۔ اصل سیرۃ کا حصہ صرف دو جلد میں آجاتا ہے۔

(3) تاریخ الخمیس فی احوال اَنفس النفیس (مصنّفہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری، المتوفی 966ھ) یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور بہت سی کتب کے معلومات کا مجموعہ ہے جو دلکش صورت میں مُرتّب کیا گیا ہے۔

(4) شرح مواہب اللدّنیہ (مصنّفہ علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی، المتوفی 1122 ھ) یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے جو سب کی سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ سے متعلق ہیں۔ نہایت جامع اور مُستند کتاب ہے اور انتہائی تحقیق سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں سیرۃ کی روایتوں کے علاوہ احادیث کے حوالے بھی کثرت کے ساتھ دَرج ہیں۔ خاکسار کی رائے میں اس کتاب سے بڑھ کر کوئی جامع اور محققانہ مجموعہ سیرۃ میں نہیں پایا جاتا۔

(5) انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون (مصنّفہ علی بن برہان الدین الحلبی، 975 ھ تا 1044ھ) یہ کتاب جو تین جلدوں میں ہے اور عرفِ عام میں سیرۃ حَلَبیہ کے نام سے مشہور ہے نہایت جامع کتاب ہے مگر افسوس کہ ترتیب چنداں دلکش نہیں ہے۔

(6) مُعجم البلدان (مصنّفہ ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی، المتوفی 623 ھ) یہ کتاب دس جلدوں میں ہے اور جغرافیہ کے نہایت مفصّل معلومات پر مشتمل ہے۔

ان کے علاوہ سیرۃ کازرونی 694 ھ، سیرۃ مغلطائی 762ھ، سیرۃ دمیاطی 705ھ، سیرۃ خلاطی 708ھ، سیرۃ ابنِ ابی طَیّ 630ھ، شرف المصطفیٰ نیشاپوری 406ھ، اکتفاء 634ھ، عیون الاثر لابن سیّد الناس 734 ھ، نور النّبر اس شرح عیون الاثر 841ھ، کشف اللثام 855ھ، مواہب اللدنیہ 923 ھ، سیرۃ ابن عبدالبر 463 ھ، شرف المصطفیٰ ابن جوزی 597 ھ، تاریخ ابوالفداء 732ھ وغیرہ بہت سی اور کتابیں ہیں مگر ان میں سے کئی ناپید ہیں اور جو موجود ہیں وہ عموماً اس حیثیت کی نہیں ہیں کہ مندرجہ بالا کُتب کے ہوتے ہوئے کسی سند یا تشریح میں پیش کی جاسکیں۔

خلاصہ بحث

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور ابتدائی تاریخِ اسلام کے لیے مندرجہ ذیل اصول ماخذ سمجھے جاتے ہیں:

(1) قرآن شریف (2) کُتب تفسیر منقولہ (3) کتب حدیث (4) کتب سیرۃ وتاریخ و مغازی☆۔

ان کے باہمی مدارج اسی ترتیب سے واقع ہیں جس میں کہ انہیں اُوپر درج کیا گیا ہے یعنی سب سے زیادہ مضبوط اور سب سے زیادہ یقینی ماخذ جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے قرآن شریف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئیس سالہ نبوت کی زندگی میں آہستہ آہستہ کر کے نازل ہوا اور ساتھ ساتھ ضبطِ تحریر میں آتا گیا۔ یہ وہ کلید عمومی (ماسٹر کی) ہے جس سے سیرۃ رسُولؐ اور تاریخِ اسلام کی ہر اُلجھن یقینی صحت کے ساتھ کھولی جاسکتی ہے۔ دُوسرے درجہ پر حدیث ہے جس کے سلسلہ روایت میں محدّثین نے اپنی طرف سے بڑی احتیاط کے ساتھ کام لیا ہے، مگر پھر بھی بہرحال وہ قرآن شریف کی قطعیت کو نہیں پہنچتی اور بعض کمزور روایتیں اس مجموعہ میں راہ پا گئی ہیں۔ تیسرے درجہ پر وہ تفسیری روایات ہیں جو قرآن شریف کی تشریح وتوضیح میں وارد ہوئی ہیں، مگر ان میں کمزور روایتوں کا حصہ بھی شامل ہو گیا ہے۔ چوتھے درجہ پر سیرۃ وتاریخ کی ابتدائی کتابیں ہیں جو تاریخی لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی اصل بنیاد ہیں مگر بدقسمتی سے یہی وہ ذخیرہ ہے جس میں کمزور اور ضعیف روایتوں نے زیادہ دخل پایا ہے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح نگار کا یہ پہلا فرض ہے کہ سیرۃ وتاریخ کی روایتوں کی جرح وتعدیل کے لیے قرآن شریف وحدیث کی شمع کو ہر وقت اپنے ہاتھ میں رکھے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح کا صحیح مرقع کبھی بھی تیار نہیں ہو سکے گا۔ اس اصولی بنیاد کے قائم کرنے کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

وما توفیقنا الّا باللہ و نرجو منہ خیرًا

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 31 تا 40، مطبوعہ 2006 قادیان)

☆ مختلف علوم وفنون میں اسلامی تصنیفات اوران کے مصنفین کے حالات معلوم کرنے کے لئے دو کتابیں بہت مفید اور قابلِ قدر ہیں۔ اعنی کتاب الفہرست مصنّفہ ابنِ ندیم اور کتاب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون مصنّفہ علامہ ملّا کاتب چلپی۔ ان کتب سے اکثر اسلامی تصنیفات کا خواہ وہ کسی فن میں ہوں اور خواہ وہ اب تک محفوظ ہوں یا ناپید ہو چکی ہوں اوران کے مصنفین کے حالات کا پتہ چل سکتا ہے۔ اسی قسم کی ایک مُستند کتاب وفیات الاعیان مصنّفہ قاضی احمد بن محمد بن ابراہیم ابن خلکان ہے جس میں جُملہ مشاہیر اسلام کے مختصر حالات ترتیب وار درج کئے گئے ہیں۔

بقیہ سیرۃ المہدی از صفحہ نمبر 9

مسجد کا قرب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سُست کہا حتّٰی کہ انکی یہ غصہ کی آواز حضرت مسیح موعودؑ نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ ”**یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے، مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو**“ لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے اور لوگ انہیں مبارک بادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(412) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کیلئے ملتان تشریف لے گئے تو راستہ میں لاہور بھی اترے اور وہاں جب آپکو یہ علم ہوا کہ مفتی محمد صادق صاحب بیمار ہیں تو آپ ان کی عیادت کیلئے انکے مکان پر تشریف لے گئے اور ان کو دیکھ کر حدیث کے یہ الفاظ فرمائے کہ **لَا بَأْسَ طَهُوْرًا اِنْشَآءَ اللّٰهُ**۔ یعنی کوئی فکر کی بات نہیں انشاء اللہ خیر ہو جائے گی اور پھر آپ نے مفتی صاحب سے یہ بھی فرمایا کہ بیمار کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ملتان کا یہ سفر حضرت صاحب نے 1897ء میں کیا تھا۔

(413) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں خوب تیرنا آتا ہے اور فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ اوائل عمر میں ڈھاب کے اندر ڈوبنے لگا تھا اور ایک بوڑھے عمر رسیدہ آدمی نے مجھے پانی سے نکالا تھا۔ وہ شخص کوئی اجنبی آدمی تھا جسے میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ گھر کے بچوں نے چندہ جمع کر کے قادیان کی ڈھاب کیلئے ایک کشتی جہلم سے منگوائی تھی اور حضرت صاحب نے بھی اس چندہ میں ایک رقم عنایت کی تھی۔

(414) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک ابتدائی زمانہ میں احباب کے جمع ہونے کی وجہ سے ایک جلسہ کی سی صورت ہوگئی اور لوگوں نے خواہش کی کہ حضرت صاحب کچھ تقریر فرمائیں۔ جب آپ تقریر کیلئے باہر تشریف لے جانے لگے تو فرمانے لگے کہ مجھے تو تقریر کرنی نہیں آتی میں جا کر کیا کہوں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے جو یہ کہا تھا کہ **لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ** (الشعراء:14) اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ میں تقریر کرنا نہیں جانتا۔ مگر خدا جس کو کسی منصب پر کھڑا کرتا ہے اس کو اس کا اہل پا کر ایسا کرتا ہے اور اگر اس میں کوئی کمی بھی ہوتی ہے تو اسے خود پورا فرما دیتا ہے چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں پہنچے تو آپ کی زبان ایسی چلی کہ حضرت ہارون جن کو وہ اپنی جگہ منصب نبوت کے لئے پیش کر رہے تھے، گویا بالکل ہی پس پشت ہو گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے وہ تقریر کی طاقت دی کہ دنیا داروں نے آپ کی سحر بیانی کو دیکھ کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس شخص کی زبان میں جادو ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(401) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ چند خدام کے باوا صاحب کا چولہ دیکھنے کیلئے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں ایک بڑ کے درخت کے نیچے کچھ کپڑے بچھا کر جماعت کے لوگ معہ حضور کے بیٹھ گئے۔ مولوی محمد احسن صاحب بھی ہمراہ تھے۔ گاؤں کے لوگ حضور کی خبر سُن کر وہاں جمع ہونے لگے تو ان میں سے جو چند آدمی جو پہلے آئے تھے مولوی محمد احسن صاحب کو مسیح موعود خیال کر کے ان کے ساتھ مصافحہ کر کر کے بیٹھتے گئے۔ تین چار آدمیوں کے مصافحہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ ان کو دھوکہ ہوا ہے۔ اسکے بعد مولوی محمد احسن صاحب ہر ایسے شخص کو جوان کے ساتھ مصافحہ کرتا تھا حضور کی طرف متوجہ کر دیتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات آنحضور ﷺ کی مجلس میں بھی ایسا دھوکہ لگ جاتا تھا در اصل چونکہ انبیاء کی مجلس بالکل سادہ اور ہر قسم کے تکلفات سے پاک ہوتی ہے اور سب لوگ محبت کے ساتھ باہم ملے جلے بیٹھے رہتے ہیں اور نبی کیلئے کوئی خاص امتیازی شان یا مسند وغیرہ کی صورت نہیں ہوتی اس لئے اجنبی آدمی بعض اوقات عارضی طور پر دھوکا کھا جاتا ہے۔

(402) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب معہ چند خاص احباب کے مسجد مبارک کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کی مجلسوں میں نمایاں فرق ہے۔ حضرت اقدس کی مجلس میں ہمیشہ نمایاں خوشی اور بشاشت ہوتی ہے اور کیسا ہی غم ہو فوراً دور ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے حضرت مولوی صاحب کی مجلس میں ایک غم اور درد کی کیفیت دل پر محسوس ہوتی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قلب انسانی سے مختلف قسم کی روئیں جاری ہوتی رہتی ہیں جن سے اس کے ارد گرد کی چیزیں متاثر ہوتی ہیں اور جس قسم کے جذبات اور احساسات کسی شخص کے دل میں غالب ہوں اسی قسم کی اس کی رو ہوتی ہے۔ انبیاء چونکہ بشاشت اور نشاط اور امید اور مسرت کا مژدہ لیکر دنیا میں آتے ہیں اور مایوسی وغیرہ کے خیالات ان کے پاس نہیں پھٹکتے اور ان کا دل بھی خدا کے خاص الخاص افضال و برکات اور رحمتوں کا مہبط رہتا ہے اس لئے ان کی مجلس اور صحبت کا یہ لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے اس مخفی رو کے ذریعہ سے جوان کے دل سے جاری ہوتی رہتی ہے اسی قسم کے جذبات و احساسات اپنے اندر محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے بعض دوسرے لوگوں کے قلب پر چونکہ خوف اور خشیت اللہ اور خدا کی ناراضگی کے ڈر کے خیالات کا غلبہ رہتا ہے اس لئے ان کی مجلس بھی خاموش طور پر غم اور درد کے خیالات کا موجب ہوتی ہے۔ بہر حال یہ مجلسی اثر صدر مجلس کی اپنی قلبی کیفیات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کا یہ اثر واقعی نہایت نمایاں تھا کہ انسان کا دل خوشی اور امید اور ایک گونہ استغناء کے خیالات سے بھر جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بس ساری دنیا اپنی ہی اپنی ہے اور یہ کہ دنیا کی ساری طاقتیں ہمارے سامنے ہیچ ہیں۔

(403) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے تھے کہ ایک طالب علم جو کالج میں پڑھتا تھا وہ میرے پاس آ کر بیان کرنے لگا کہ کچھ عرصہ سے میرے دل میں دہریت کے خیالات پیدا ہونے شروع ہوگئے ہیں اور میں ان کا بہت مقابلہ کرتا ہوں مگر وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے اسے مناسب نصیحت کی اور کہا کہ تم اپنی حالت سے مجھے اطلاع دیتے رہا کرو۔ مگر اس کی حالت روبہ اصلاح نہ ہوئی بلکہ اس کے یہ شبہات ترقی کرتے گئے۔ پھر جب وہ قادیان آیا تو میں نے اسے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت صاحبؑ نے اس کے حالات سُن کر فرمایا کہ آپ کالج میں جس جگہ بیٹھا کرتے ہیں وہ جگہ بدل دیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب وہ پھر قادیان آیا تو کہنے لگا کہ اب میرے خیالات خود بخود ٹھیک ہونے لگ گئے ہیں اور اس نے یہ بیان کیا کہ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ جس جگہ میں پہلے بیٹھتا تھا اس کے ساتھ ایک ایسے طالب علم کی جگہ تھی جو دہریہ تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ انسان کے قلب سے مخفی طور پر اس کے خیالات کی رو جاری ہوتی رہتی ہے جو پاس بیٹھنے والوں پر اپنا اثر پیدا کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ طالب علم کمزور طبیعت کا ہوگا اور باوجود دہریت کا برا ایمان رکھنے کے اس کا قلب اپنے دہریہ پڑوسی کی مخفی رو سے متاثر ہو گیا لیکن چونکہ حضرت صاحب نے اپنی فراست سے سمجھ لیا تھا کہ یہ اثر کسی دہریہ کے پاس بیٹھنے کا ہے اس لئے آپ نے اسے نصیحت فرمائی کہ اپنی جگہ بدل دے۔ چنانچہ یہ تجویز کارگر ہوئی اور اس کی اصلاح ہو گئی۔ علم توجہ جسے انگریزی میں ہپناٹزم کہتے ہیں وہ بھی اسی مخفی قلبی رو کا نتیجہ ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہپناٹزم میں توجہ ڈالنے والا ارادہ اور شعور کے ساتھ اپنی توجہ کا ایک مرکز قائم کرتا ہے لیکن اس قسم کی عام حالت میں بلا ارادہ ہر شخص کے قلب سے ایک رو جاری رہتی ہے اور اسی لئے یہ رو ہپناٹزم کی رو کی نسبت بہت کمزور اور بطئ الاثر ہوتی ہے۔

(404) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اسکے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو عذر کر دینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔

(405) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی سیّد سرور شاہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ قادیان کے قصابوں نے کوئی شرارت کی تو اس پر حضرت صاحب نے حکم دیا کہ ان سے گوشت خریدنا بند کر دیا جاوے۔ چنانچہ کئی دن تک گوشت بند رہا اور سب لوگ دال وغیرہ کھاتے رہے۔ ان دنوں میں نے (مولوی سید سرور شاہ صاحب نے) حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے وہ میں حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں حضور اسے ذبح کروا کے اپنے استعمال میں لائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمارا دل اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ہمارے دوست دالیں کھائیں اور ہمارے گھر میں گوشت پکے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت صاحب اس بات کے قائل تھے کہ سب مومنوں کے گھر میں ایک سا کھانا پکنا چاہیے اور سب کا تمدن و طریق ایک سا ہونا چاہیے بلکہ منشاء صرف یہ ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ گوشت خریدنے کی ممانعت کی گئی تھی آپ کے اخلاق نے یہ گوارا نہیں کیا کہ آپ اپنے لئے تو کوئی خاص انتظام کر لیں اور دوسرے ذی استطاعت احباب جو گوشت خریدنے کی طاقت تو رکھتے تھے مگر بوجہ ممانعت کے رکے ہوئے تھے دالیں کھائیں ورنہ ویسے اپنے گھر میں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اعتدال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق جس طرح کا چاہے کھانا کھائے۔

(406) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ میں حضرت صاحب کے مکان کے اوپر کے حصہ میں رہتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سنا ہے کہ حضرت صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے سے کوئی عورت کسی طرح سے بھی گذر جاوے ان کو پتہ نہیں لگتا۔ یہ وہ ایسے موقعہ پر کہا کرتی ہیں کہ جب کوئی عورت حضرت صاحب کے سامنے سے گذرتی ہوئی خاص طور پر گھونگھٹ یا پردہ کا اہتمام کرنے لگتی ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رہتی ہیں اور وہ اپنے کام میں بالکل منہمک رہتے ہیں ان کے سامنے سے جاتے ہوئے کسی خاص پردہ کی ضرورت نہیں۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر اُدھر آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔

(407) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب معہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔

(408) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں پر غالب آنے کا مادہ رکھ دیا ہے پس خواہ انسان اپنی بداعمالیوں سے کیسا ہی گندہ ہو گیا ہو وہ جب بھی نیکی کی طرف مائل ہونا چاہے گا اس کی نیک فطرت اسکے گناہوں پر غالب آجائے گی اور اس کی مثال اس طرح پر سمجھایا کرتے تھے کہ جیسے پانی کے اندر یہ طبعی خاصہ ہے کہ وہ آگ کو بجھاتا ہے۔ پس خواہ پانی خود کتنا ہی گرم ہو جاوے حتیٰ کہ وہ جلانے میں آگ کی طرح ہو جاوے لیکن پھر بھی آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اس کے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہوگئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی مایوسی کا شکار ہو گئے۔

(409) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے۔ مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار دل با یار، خداداری چہ غم داری، اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، آنچناں صیقل زند آئینہ نماند، گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی، مَالَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ، اَلطَّرِیْقَةُ كُلُّھَا اَدَبٌ،

ادب تاجیست از لطف الٰہی

بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

(410) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔

(411) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچے نے گھر میں ایک چھپکلی ماری اور پھر اسے مذاقاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر مارے ڈر کے ان کی چیخیں نکل گئیں اور چونکہ

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

حاملہ بیوہ کی قرآن کریم میں بیان چار ماہ دس دن کی عدت والے واضح موقف کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت نہیں سوائے بیوہ کو کہ وہ اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی

اس حدیث میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ عورت کیلئے کوئی استثنا نہیں فرمایا کہ وہ وضع حمل تک سوگ کرے گی

میرے نزدیک بیوہ ہونے کی صورت میں اگر حمل ہے اور وہ چار مہینے دس دن پورے ہونے کے بعد بھی چل رہا ہے

تو وہ اس کی مدت کو پورا کرے گی اور اگر چار مہینے دس دن سے پہلے وضع حمل ہو رہا ہے تو تب بھی وہ چار مہینے دس دن کی مدت ہی پوری کرے گی

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 9)

سوال خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت کے بارے میں مجلس افتاء کی سفارشات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسئلہ کے فقہی پہلو کی بابت اپنے مکتوب مورخہ 21 نومبر 2017ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب جہاں تک اس معاملہ کا فقہی پہلو ہے تو میرے نزدیک بھی طلاق اور خلع کی عدت مختلف ہے۔ اس بارے میں مجلس افتاء کی رپورٹ میں بیان دلائل کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ جس طرح طلاق اور خلع کی تفصیلات میں فرق ہے، اسی طرح ان کے احکامات میں بھی فرق ہے۔ طلاق کا حق اللہ تعالیٰ نے مرد کو دیا ہے اور جب مرد اپنا یہ حق استعمال کرتا ہے تو اسکے ساتھ ہی طلاق کی عدت کا عرصہ شروع ہو جاتا ہے، جبکہ خلع عورت کا حق ہے جو وہ قضا کی معرفت استعمال کرتی ہے اور جب تک قضا کا فیصلہ نہ ہو جائے اسکی عدت کا عرصہ شروع نہیں ہوتا اور قضا کی کارروائی جس میں عورت کی طرف سے درخواست دینا، حکمین کی کارروائی، فریقین کی سماعت اور فیصلہ وغیرہ وہ امور ہیں جن پر عموماً دو تین ماہ لگ جاتے ہیں۔ پس خلع کی عدت کے کم رکھنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خلع کے بعد عورت کو صرف اسی قدر پابند کیا گیا ہے جس سے اس کا حمل سے خالی ہونا ثابت ہو جائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس افتاء کی رپورٹ سے متعلقہ مذکورہ بالا جواب کے علاوہ طلاق اور خلع کی عدت کے فرق پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے نیز بیوہ کی عدت کے بارے میں فرمایا:

طلاق کی عدت کے بارے میں تفصیلی احکامات تو قرآن کریم میں مذکور ہیں کہ عام حالات میں عدت تین حیض ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرۃ: 229) یعنی مطلّقہ عورتوں کو تین حیض کی مدت تک اپنے آپ کو روکے رکھنا ہوگا۔ اور جن خواتین کو حیض نہیں آتا ان کے بارہ میں فرمایا

وَالّٰٓـِٔىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔىْ لَمْ يَحِضْنَ (سورۃ الطلاق: 5) کہ تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور اسی طرح ان کی بھی جن کو حیض نہیں آرہا۔ اور جو عورتیں حاملہ ہیں ان کی عدت کے متعلق فرمایا

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (سورۃ الطلاق: 5) یعنی جن عورتوں کو حمل ہو ان کی عدت وضع حمل تک ہے۔

جبکہ خلع کی عدت کی نص احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے شوہر سے خلع لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک حیض عدّت گزارنے کا حکم دیا۔

(سنن ترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء فی الخلع)

پس قرآن کریم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا نصوص سے بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ طلاق اور خلع کی الگ الگ عدت ہے اور اس کی حکمتیں اور وجوہات بھی ہیں جو اوپر بیان کر دی گئی ہیں۔

جہاں تک بیوہ کی عدت کا تعلق ہے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (البقرۃ: 235) یعنی اور تم میں سے جن (لوگوں) کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور وہ (اپنے پیچھے) بیویاں چھوڑ جاتے ہیں (چاہیے کہ) وہ (بیویاں) اپنے آپ کو چار مہینے (اور) دس (دن) تک روک رکھیں پھر جب وہ اپنا مقرر وقت پورا کر لیں وہ اپنے متعلق مناسب طور پر جو کچھ (بھی) کریں اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔

بیوہ کے حاملہ ہونے کی صورت میں اسکی عدت کے بارے میں صحابہ کے زمانہ سے ہی اختلاف چلا آرہا ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (سورۃ الطلاق: 5) کی روشنی میں یہ رائے رکھتے تھے کہ بیوہ کے حاملہ ہونے کی صورت میں اس کی عدت بھی وضع حمل ہی ہے خواہ وضع حمل خاوند کی وفات سے اگلے لمحہ میں ہو جائے جس کیلئے وہ حضرت سبیعہ اسلمیؓ والے واقعہ سے دلیل لیتے ہیں۔ (جس میں آتا ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیؓ حضرت سعد بن خولہؓ کے نکاح میں تھیں جو حجۃ الوداع کے موقع پر فوت ہو گئے جبکہ سبیعہؓ حاملہ تھیں۔ تھوڑے دنوں بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ جب وہ اپنے نفاس کے بعد اچھی ہو گئیں تو انہوں نے شادی کا پیغام بھیجنے والوں کیلئے زیب و زینت کی۔ قبیلہ عبدالدار کے ایک شخص ابو سنابل بن بعککؓ نے ان سے کہا کہ کیا تم نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کیلئے زیب و زینت کر کے بیٹھ گئی ہو اور نکاح کی امید کر رہی ہو؟ بخدا تم ہرگز نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ تم پر چار ماہ اور دس دن نہ گزر جائیں۔ حضرت سبیعہؓ کہتی ہیں کہ اس پر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے اس بارے میں پوچھا تو آپؐ نے مجھے فتویٰ دیا کہ جب بچہ پیدا ہو گیا تو میں آزاد ہوں اور اگر میں مناسب سمجھوں تو نکاح کر لوں) جبکہ بعض دوسرے صحابہ جن میں حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضوان اللہ علیہم شامل ہیں کی رائے میں بیوہ کے حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں سے جو لمبی مدت ہوگی وہ بیوہ کی عدت ہے۔

حاملہ بیوہ کی عدت وضع حمل ہونے کے قائلین کے پاس حضرت سبیعہ اسلمیؓ کے اس واقعہ کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں ہے، قطع نظر اسکے کہ کتب احادیث میں اس واقعہ کے راویوں، حضرت سبیعہ اسلمیؓ کے خاوند کے نام، خاوند کے وقت وفات اور طریق وفات (طبعی موت اور قتل) کے بارے میں نیز حضرت سبیعہ اسلمیؓ کے ہاں بچہ کی ولادت کے عرصہ کے بارے میں بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں۔ جن سے اس واقعہ کا ثقہ ہونا محل نظر ٹھہرتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے زمانہ میں ہونے والی اسلامی جنگوں میں ہر عمر کے سینکڑوں صحابہ نے جام شہادت نوش فرمایا اور یقیناً ان میں سے کئی صحابہ ایسے بھی ہوں گے جن کی بیویاں ان کی شہادت کے وقت حاملہ ہوں گی لیکن ایسی کسی بیوہ کے وضع حمل کے فوراً بعد اسکے نکاح کا کوئی ایک بھی واقعہ تاریخ و سیرت کی کتب میں نہ ملنا اس موقف کو مبہم اور مشتبہ ٹھہراتا ہے۔ پس اس ایک واقعہ کی بنا پر قرآن کریم میں بیان چار ماہ دس دن کی عدت والے واضح موقف کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

علاوہ ازیں حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی وفات پر سوگ کے بارے میں عمومی ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کسی کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت نہیں سوائے بیوہ کو کہ وہ اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، بَاب إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا)

اس حدیث میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ عورت کیلئے کوئی استثنا نہیں فرمایا کہ وہ وضع حمل تک سوگ کرے گی۔

اسی طرح قرآن کریم میں جہاں وضع حمل کے ساتھ عدت ختم کرنے کا ارشاد ہے وہاں صرف طلاق کی صورت کو بیان کیا گیا ہے، خاوند کی وفات کا وہاں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف آریہ دھرم میں آیت وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ کا جو ترجمہ بیان فرمایا ہے اس میں اس آیت کا طلاق کے ساتھ حصر کر کے ہماری رہنمائی فرما دی کہ قرآن کریم کا یہ حکم طلاق والی عورتوں کیلئے ہے بیوہ کیلئے نہیں ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ الجزو نمبر 28 یعنی حمل والی عورتوں کی طلاق کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل تک بعد طلاق کے دوسرا نکاح کرنے سے دستکش رہیں۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ اگر حمل میں ہی نکاح ہو جائے تو ممکن ہے کہ دوسرے کا نطفہ بھی ٹھہر جائے تو اس صورت میں نسب ضائع ہوگی اور یہ پتہ نہیں لگے گا کہ وہ دونوں لڑکے کس کس باپ کے ہیں۔''

(آریہ دھرم، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 21)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی درس القرآن میں سورۃ الطلاق کی اس آیت کی تفسیر میں وضع حمل کی عدت کو تین ماہ کی عدت (جو کہ طلاق کی صورت میں مقرر ہے نہ کہ بیوگی کی صورت میں) گزارنے والی عورتوں کے ضمن میں بیان فرمایا ہے نہ

کہ چار ماہ دس دن کی عدت گزارنے والی بیوہ عورتوں کے متعلق اس حکم کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں:

’’اور وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہوگئی ہوں (1) بوڑھی ہوں (2) جن کو حیض نہ آتا ہو یعنی سن بلوغت تک نہ پہنچی ہوں (3) وہ جو کہ بیمار ہوں یعنی استحاضہ والی۔ ان کیلئے تین ماہ کی عدت ہے اور حمل والیوں کی عدت ان کے ایام حمل ہی ہیں۔ جب بچہ جن چکیں تو عدت ختم ہوگئی۔ اس پر لوگوں نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں کہ اگر تین ماہ سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو کیا عدت ختم ہو جائے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ کم سے کم تین ماہ ہوں گے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک واقعہ ہوا تھا کہ ایک عورت کو تین ماہ سے پہلے ہی وضع حمل ہو گیا تھا اور اسے آپ نے دوسری شادی کی اجازت دے دی تھی۔ اس لئے اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہوا ہے۔‘‘ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان، مورخہ 4 مئی 1914ء صفحہ 14)

پس میرے نزدیک بیوہ ہونے کی صورت میں اگر حمل ہے اور وہ چار مہینے دس دن پورے ہونے کے بعد بھی چل رہا ہے تو وہ اسکی مدت کو پورا کرے گی اور اگر چار مہینے دس دن سے پہلے وضع حمل ہو رہا ہے تو تب بھی وہ چار مہینے دس دن کی مدت ہی پوری کرے گی۔ میرا یہ استنباط اس حدیث کی بنا پر ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ کسی کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت نہیں سوائے بیوہ کے جو کہ اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن کا سوگ کرے گی۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، بَاب إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا)

یہ حدیث اس بات کو واضح کر دیتی ہے کہ یہاں طلاق والی یا حمل والی شرط لاگو نہیں ہوتی۔ یہاں بیوگی کا جو عرصہ ہے وہ چار مہینے دس دن بیان فرمایا گیا ہے۔ اگر صرف یہ دیکھنا ہوتا کہ اس عرصہ میں حمل ظاہر ہو جائے تو یہاں بھی طلاق والی شرط ہی رکھی جا سکتی تھی لیکن چار مہینے دس دن کی مدت کو معین کرنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنے عرصہ میں حمل بھی ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس کے علاوہ جو افسردگی کا عرصہ ہے وہ بھی گزر جاتا ہے۔ اس لیے طلاق کیلئے تو عدت کا عرصہ وضع حمل یا تین مہینے رکھا ہے لیکن بیوگی کی صورت میں چار مہینے دس دن کی شرط بہرحال پوری ہونی چاہئے۔ اس لیے میرے نزدیک بیوگی کی صورت میں عدت کا عرصہ چار مہینے دس دن ہے۔ قطع نظر اسکے کہ وہ حاملہ ہے کہ نہیں۔ اگر حاملہ ہے اور حمل چار مہینے دس دن سے پہلے وضع ہو جاتا ہے تو تب بھی اس کی عدت چار ماہ دس دن ہی ہوگی جو وہ پوری کرے گی۔ اور یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ عورت کیلئے جو سوگ ہے وہ چار مہینے دس دن کا ہے۔ اور یہی قرآن کریم کا بھی حکم ہے۔

سوال ایک دوست نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کہ ’’بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر انہیں سزا دو‘‘ کے متعلق حضور کی خدمت اقدس میں رہنمائی کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 2 فروری 2019ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب اسلام کی تعلیم کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اعتدال پر مبنی تعلیم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اپنے اندر اسی اعتدال کو سموئے ہوئے ہے کہ عبادت جو کہ ہر انسان کی پیدائش کا اوّلین مقصد ہے، بچپن سے ہی اس پر زور دیا جائے اور بچوں کو اپنے نمونہ کے ساتھ ساتھ نماز پڑھنے کی تلقین کی جائے۔ تین سال کی مسلسل تلقین اور نصائح کے بعد بھی اگر بچہ اسکی پابندی نہ کرے تو اسے ایک وقت تک مناسب سزا دینے کا حکم ہے۔ لیکن یہ سزا ایسی نہیں ہونی چاہئے جس میں سزا دینے والے کی طرف سے اس بچہ کے ساتھ ایک دشمنی کا رنگ ہو یا انسان یہ تصور کرے کہ اس سزا کے نتیجہ میں وہ ضرور اس بچہ کو نماز کا عادی بنا سکتا ہے۔ بلکہ اس سزا میں بھی یہ امر ہی پیش نظر ہونا چاہئے کہ تربیت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہو سکتی ہے، جس کے حصول کا اصل ذریعہ دعا ہی ہے۔ اور جو سزا دینے کی راہ اختیار کی جا رہی ہے وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے رسول کے حکم پر اختیار کی جا رہی ہے تا کہ بچہ اس سے عبرت پکڑ کر نماز کی طرف راغب ہو جائے۔ پھر جب بچہ Mature ہو جائے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچ کر اچھے بُرے کی سمجھ اس میں پیدا ہو جائے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اس کیلئے صرف دعا اور وعظ و نصیحت کے طریق کو اپنانا چاہیے۔ ایسی ہی سزا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگر کوئی شخص خود دار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور با سکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 4، ایڈیشن 1984ء)

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کینیڈا کے اطفال کی Virtual ملاقات مورخہ 15 اگست 2020ء میں ایک طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں استفسار پیش کیا کہ کیا اسلام کی تعلیم کے مطابق ہم خون اور مرنے کے بعد جسمانی اعضاء Donate کر سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب بالکل کر سکتے ہیں، بلکہ مرنے سے پہلے بھی کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے Kidney Donate کرتے ہیں، بعض اپنے Liver Donate کرتے ہیں۔ لیکن باقی Organs تو ہم مرنے کے بعد Donate کر سکتے ہیں اور یہ اچھی بات ہے۔ جو کوئی کام تم Humanity کو Serve کرنے کیلئے کر رہے ہو تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ اور یہ بڑی اچھی بات ہے۔

سوال اسی ملاقات میں ایک طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کیسے تعلق پیدا کر سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ تم میری عبادت کرو۔ مجھے ایک سمجھو۔ میری باتیں مانو۔ میرے نبی جو تمہارے پاس تعلیم لے کے آتے ہیں، اس پر عمل کرو تو تم میرے قریب آ جاؤ گے۔ تم نے یہاں دنیا میں کسی سے دوستی لگائی ہو تو تم دوست کی بات مانتے ہو ناں؟ اس کی بات مانتے ہو تو تبھی وہ تمہارے ساتھ دوستی کرتا ہے ناں؟ اگر تم اور وہ دونوں دوست ہو اور تمہارا دوست تمہاری بات نہ مانے اور تم اس کی بات نہ مانو تو پھر دوستی نہیں ناں رہے گی؟ بس اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتا ہے کہ میرے سے دوستی کرو، تم میری بات مانو اور میں پھر تمہاری باتیں مانوں گا۔ اور اس طرح تعلق پیدا ہو جائے گا۔

سوال اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آجکل کورونا وائرس پھیلا ہوا ہے، حضور کیلئے سفر کرنا کب Safe ہوگا اور حضور کب کینیڈا تشریف لائیں گے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب یہ تو میں نہیں جانتا کہ کورونا وائرس کب ختم ہو گا۔ تم آپ ہی کہتے ہو کہ کورونا وائرس پھیلا ہوا ہے، سفر نہیں ہو سکتا۔ تو پھر دعا کرو، جب کورونا وائرس ختم ہو جائے گا تو پھر کینیڈا کا سفر بھی ہو جائے گا۔ یہ تو تمہاری دعاؤں پر depend کرتا ہے کہ کتنی جلدی تم اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے فضل مانگو گے تو جلدی یہ بیماری دور ہو جائے گی۔ پھر تمہارے ملک کی طرح کئی اور ملک (کے لوگ) بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ آئیں، پر نہیں جا سکتے۔ اب پتہ نہیں کینیڈا کی باری کب آتی ہے؟ چلو جب کورونا وائرس ختم ہو جائے گا، سفر کی اجازت ہو جائے گی، میں نہ آیا تو تم آ جانا، یہاں آ کے مل لینا۔ ٹھیک ہے۔ ویسے تو تمہاری مسجد وغیرہ دیکھ کے اس وقت مجھے لگ رہا ہے کہ میں کینیڈا میں ہی بیٹھا ہوا ہوں۔ جس طرح ہواؤں کے ذریعہ ہم نے کینیڈا کا نظارہ کر لیا ہے، اس وقت ہم ساری چیزوں کا نظارہ کر رہے ہیں، تو یہی سارے نظارے اس پہلے والے طفل نے جو معراج کے متعلق سوال کیا تھا تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بغیر سیٹلائٹ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا ڈیسٹینٹ ویو (Destinate view) دکھا دیا تھا۔ جس طرح میں تمہاری مسجد دیکھ رہا ہوں اور مجھے یاد آ گیا کہ فلاں جگہ بیٹھ کے میں نے تمہارے ایک جرنلسٹ کو انٹرویو بھی دیا تھا۔ مسجد کے پچھلے حصہ میں وہ کونہ بھی مجھے نظر آ رہا ہے کہ کس جگہ تھا۔ تو اسی طرح نظارے دیکھ کے پتہ لگ جاتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فضل کرے، جب بھی کورونا وائرس ختم ہوگا تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ آئیں گے۔ جتنی زور سے تم لوگ دعائیں کرو گے اتنی جلد اللہ فضل کرے گا۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 12 فروری 2021)

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

پڑھے اور اس طرف سے تغافل بڑی تباہی کا موجب ہوا ہے۔ مگر باوجود معنے نہ جاننے کے مسلمانوں کا قرآن کریم کو یاد کرتے چلے جانا یقیناً اس آیت میں مذکور وعدہ کے پورا ہونے کی دلیل ہے۔

آج اگر بائیبل کے سارے نسخے جلا دیئے جائیں تو بائیبل کے پیرو اس کا بیسواں حصہ بھی دوبارہ جمع نہیں کر سکتے لیکن قرآن مجید کو یہ فخر حاصل ہے کہ اگر (بفرض محال) سارے نسخے قرآن مجید کے دنیا سے مفقود کر دیئے جائیں تب بھی دو تین دن کے اندر مکمل قرآن مجید موجود ہو سکتا ہے اور بڑے شہر تو الگ رہے ہم قادیان جیسی چھوٹی بستی میں اسے فوراً حرف بحرف لکھوا سکتے ہیں۔

دنیا کی کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں کہ جسے مٹا دیا جائے اور وہ پھر بھی محفوظ رہے سوائے قرآن پاک کے۔

ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کیلئے یہ مقرر فرمایا کہ ایسے سامان کر دیئے کہ قرآن مجید اپنے نزول کے معاً بعد تمام دنیا میں پھیل گیا اور اب اس میں تغیر وتبدل کا امکان ہی نہیں رہا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ روسی حکومت نے ارادہ کیا کہ جہاد کی آیات نکال کر قرآن چھپوائیں۔ مگر اسے بتایا گیا کہ قرآن مجید تو تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور یہ آیات ہر جگہ موجود ہیں پھر تم ان کو کیسے نکال سکو گے۔ اس سے وہ اپنے ارادوں سے باز رہی۔

ایک ذریعہ قرآن مجید کی حفاظت کا یہ تھا کہ اسلامی علوم کی بنیاد قرآن مجید پر قائم ہوئی۔ اس ذریعہ سے اسکی ہر حرکت وسکون محفوظ ہو گئے۔ مثلاً نحو پیدا ہوئی تو قرآن مجید کی خدمت کیلئے۔ چنانچہ نحو کے پیدا ہونے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ابوالاسود دوٴلی حضرت علیؓ کے پاس آئے کہ ایک نیا مسلمان ’’اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ‘‘ کی بجائے ’’وَرَسُوْلِهٖ‘‘ پڑھ رہا تھا۔ جس سے ڈر ہے کہ نومسلموں کو قرآن مجید کے مطالب سمجھنے میں مشکل پیش آئے۔ حضرت علیؓ اس وقت گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ اسی حالت میں آپ انہیں بعض قواعد نحو بتاتے چلے گئے اور فرمایا کہ اس قسم کے قواعد کو ضبط میں لے آؤ، اس سے ان نومسلموں کو صحیح تلاوت کی توفیق ملے گی اور کچھ قواعد بنا کر فرمایا: اُنْحُ نَحْوَهٗ یعنی اسی رنگ میں اور قواعد تیار کر لو۔ اس فقرہ کی وجہ سے عربی گریمر کا نام نحو پڑ گیا۔ پھر مسلمانوں نے تاریخ ایجاد کی تو قرآن مجید کی خدمت کی غرض سے کیونکہ قرآن مجید میں مختلف اقوام کے حالات آئے تھے ان کو جمع کرنے لگے تو باقی دنیا کے حالات بھی ساتھ ہی جمع کر دیئے۔ پھر علم حدیث شروع ہوا تو قرآن مجید کی خدمت کیلئے، تا معلوم ہو سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کے کیا معنے کئے ہیں۔

پھر اہل فلسفہ کے قرآن مجید پر اعتراضات کے دفعیہ کیلئے مسلمانوں نے فلسفہ وغیرہ علوم کی تجدید کی اور علم منطق کیلئے نئی مگر زیادہ محقق راہ نکالی۔ پھر طب کی بنیاد بھی قرآن مجید کے توجہ دلانے پر ہی قائم ہوئی۔ نحو میں مثالیں دیتے تھے تو قرآن مجید کی آیات کی۔ ادب میں بہترین مجموعہ قرآن مجید کی آیات کو قرار دیا گیا تھا۔ غرض ہر علم میں آیات قرآنی کو بطور حوالہ نقل کیا جاتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان سب کتابوں سے آیات کو جمع کیا جائے تو ان سے بھی سارا قرآن جمع ہو جائے گا۔ مسلمانوں میں قرآن کریم کی خدمت کیلئے دوسرے علوم کی طرف رجوع کا ایک ضمنی فائدہ یہ بھی ہوا کہ پہلی کتابوں سے تو دنیوی علماء کا طبقہ سخت بیزار تھا مگر مسلمانوں میں سے ان علوم کے ماہر ہمیشہ قرآن مجید کے خادم رہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم سچے علوم کا دشمن نہیں بلکہ مؤید ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 18، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

گھانا کم از کم افریقن ممالک کے مقابلہ میں سرِ فہرست ہونا چاہئے، یہ میری تمنا اور خواہش ہے، گھانا کے تمام احمدیوں تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ گھانا کی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے (آن لائن) ملاقات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 28 ر نومبر 2020ء کو مغربی افریقہ کے ملک گھانا کی نیشنل مجلس عاملہ کو ایم ٹی اے کے وہاب آدم سٹوڈیوز بمقام بستان احمد اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک Virtual ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سے قبل حضور انور 2004ء میں جب اپنے دورِ خلافت میں پہلی مرتبہ گھانا تشریف لائے تھے اس وقت نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ ایک ملاقات عکرہ شہر میں احمدیہ مشن کے نیشنل ہیڈ کوارٹرز میں ہوئی تھی۔ اس اعتبار سے 28 ر نومبر 2020ء کا دن ایک خوش بخت دن تھا کہ قریباً 16 سال بعد دوبارہ گھانا کی نیشنل مجلس عاملہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ ملاقات کا آغاز 12 بجکر 18 منٹ پر ہوا۔ تقریباً 80 منٹ تک یہ ملاقات جاری رہی۔ ملاقات کے آغاز میں حضور انور نے دعا کرائی۔ انتہائی محبت اور شفقت کے ساتھ دورانِ ملاقات حضور کا رخِ انور تبسم سے کھلا رہا اور ہر انداز سے حضور کی محبت افشاں ہوتی تھی۔ زرّیں ہدایات اور شفقتوں کا حسین امتزاج تھا۔ افتتاحی دُعا کے بعد تمام عاملہ ممبران نے یکے بعد دیگرے کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروایا اور اپنے شعبہ سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے زرّیں ہدایات لیں۔

گھانا کی یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ حضور انور بہت سارے چہروں سے شناسا ہیں۔ دورانِ تعارف حضور انور بعض خوش نصیبوں کو دیکھ کر پُرشفقت انداز میں ان سے واقفیت کا اظہار فرما کر اُن کا دل بڑھاتے رہے۔ تمام احباب کیلئے یہ بات بہت دل گرمانے والی تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ کو بہت سی جگہوں اور بہت سے لوگوں سے ذاتی طور پر واقفیت تھی۔

محترم مولوی محمد بن صالح صاحب، امیر و مشنری انچارج صاحب اور نائب امراء سے تعارف کے بعد حضور انور نے جماعت احمدیہ گھانا کے جنرل سیکرٹری صاحب سے کام سے متعلق پوچھا اور ہدایات دیں کہ کس طرح وہ اپنے کام میں بہتری پیدا کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ آپ روزانہ کم از کم دو گھنٹے مشن ہاؤس میں آ کر کام کیا کریں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ گھانا کے پرنسپل صاحب سے طلباء کی تعداد سے متعلق استفسار فرمایا تو پرنسپل صاحب نے بتایا کہ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا میں اس وقت 24 ممالک سے تعلق رکھنے والے 231 طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا: ماشاء اللہ یہ تو صحیح معنوں میں جامعہ انٹرنیشنل ہے۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کی مالی قربانی میں گھانا کو پہلے دس ممالک میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ چنانچہ جب نیشنل سیکرٹری تحریک جدید نے اپنا تعارف کروایا تو حضور انور نے جماعت احمدیہ گھانا کو تحریک جدید کی مالی تحریک میں دنیا کے پہلے دس ممالک میں آنے پر مبارکباد دیتے ہوئے ہدایات سے نوازا۔

وقف جدید کا مالی سال بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ لہٰذا حضور انور نے نیشنل سیکرٹری وقف جدید کو بھی تحریک جدید کی طرح قدم آگے بڑھانے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا: گھانا کم از کم افریقن ممالک کے مقابلہ میں سرِ فہرست ہونا چاہئے۔ یہ میری تمنا اور خواہش ہے۔ گھانا کے تمام احمدیوں تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں۔

پیارے آقا نے نائب سیکرٹری صاحب تبلیغ کو توجہ دلائی کہ کووڈ 19 کی وجہ سے بے شک لوگوں کو اکٹھا کر کے تبلیغ تو نہیں ہوسکتی ہے لیکن انفرادی تبلیغ تو بہر حال جاری رہ سکتی ہے اور جاری رہنی چاہیے۔ حضور انور نے فرمایا:

یہ کووڈ 19 کی وجہ سے ہی ہے کہ آپ تمام لوگ مجھ سے براہ راست بات چیت کر رہے ہیں اور میں گھانا کی نیشنل عاملہ سے مخاطب ہوں۔ اسی طرح آپ لوگ بھی نئے نئے راستے وضع کریں۔ باقاعدہ منصوبہ بندی کریں کہ کووڈ 19 کے باوجود ہم کس طرح لوگوں تک پہنچ سکتے ہیں اور ہم کس طرح تبلیغ کر سکتے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کا بہت پختہ ذہن ہے، اگر آپ کوشش کریں تو یہ کام کر سکتے ہیں۔

اسکے ساتھ ہی نیشنل سیکرٹری تبلیغ سے بھی حضور انور مخاطب ہوئے اور فرمایا: آپ اپنی صحت کی وجہ سے باہر نہیں جاسکتے لیکن اپنے ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کو ایک جامع منصوبہ بنا کر تو دے سکتے ہیں تا کہ وہ اُن پر عمل درآمد کر سکے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ بہت سارے وسائل اور راستے ہیں کہ جن کو استعمال کر کے آپ موجودہ حالات میں کام کر سکتے ہیں۔

سیکرٹری تعلیم گھانا سے شفقت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں گھانا سے آیا تھا تو آپ کافی جوان تھے اور اب عمر رسیدہ ہو گئے ہیں۔ حضور انور نے انہیں ہدایت کی کہ آپ کے پاس یونیورسٹی جانے والے تمام طلباء و طالبات کے اعداد و شمار ہونے چاہئیں، اسی طرح جو طلباء و طالبات سیکنڈری سکول جاتے ہیں، وہ تمام طلباء و طالبات جو پرائمری کے بعد سکول چھوڑ چکے ہیں، اس کی وجہ بھی معلوم کریں کہ کیوں انہوں نے تعلیم جاری نہیں رکھی۔ اسی طرح پوری معلومات اکٹھی کریں کہ ایسے طلباء و طالبات جو اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے تھے لیکن حالات کی وجہ سے، خاندانی یا مالی مسائل کی وجہ سے، وہ ایسا نہیں کر سکے۔ تو ہم ایسے طلباء و طالبات کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں، جماعت ان کی اس سلسلہ میں کیا مدد کر سکتی ہے۔ آپ کے پاس یہ ساری معلومات ہونی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتی اخبار Guidance کی اشاعت سے متعلق نیشنل سیکرٹری اشاعت سے استفسار فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ یہ باقاعدگی سے چھپنا چاہئے کیونکہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ گھانا کے پاس ذرخیز ذہن ہیں اور مواد بھی مہیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محاسب صاحب کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہر رسید آپ کی نظر سے ضرور گزرنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انٹرنل آڈیٹر صاحب کو آڈٹ سے متعلق عمومی ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ سہ ماہی یا کم از کم سال میں دو مرتبہ آڈٹ ضرور ہونا چاہئے۔

سیکرٹری صاحب امور خارجہ سے جماعت کے سیاست دانوں اور سیاسی پارٹیوں سے تعلقات، اسی طرح ممبرانِ پارلیمنٹ اور صدران سے جماعت کے تعلقات سے متعلق استفسار فرمایا اور ہدایت دی کہ آپ کا تمام سیاست دانوں سے ذاتی تعلق ہونا چاہئے، خاص طور پر ممبرانِ پارلیمنٹ سے......آپ کو چاہئے کہ انہیں احساس دلائیں کہ وہ ملک کی بہتری کیلئے کام کریں تا کہ ملک میں خوشحالی آئے۔

صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سے حضور انور نے خدام کی تعداد سے متعلق پوچھا جس پر انہوں نے رجسٹریشن کے مطابق خدام اور اطفال کی تعداد عرض کی۔ حضور انور نے فرمایا: آپ کو اپنی تجنید کی تجدید کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت کی ہر ایک مجلس تک پہنچیں اور گراس روٹ (grassroot) تک جا کر تجنید اکٹھی کریں۔

سیکرٹری تربیت برائے نومبائعین کو حضور انور نے پوچھا کہ نومبائعین کو جماعتی معمولات میں شامل کرنے اور نظامِ جماعت کا حصہ بنانے کیلئے انہوں نے کیا اقدامات کیے ہیں۔ اس شعبہ سے متعلق حضور انور نے فرمایا: آپ کو ایسی نہج پر منصوبہ بندی کرنی چاہیے کہ ہر نومبائع تین سال کے عرصہ کے اندر اندر جماعتی دھارے کا حصہ بن جائے۔

حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری صاحب تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کو ارشاد فرمایا: سب سے پہلے تو عاملہ ممبران کو وقفِ عارضی کروائیں۔ پہلے نیشنل عاملہ، پھر ریجنل اور پھر اسی طرح لوکل مجالس عاملہ والوں کو وقفِ عارضی کی ترغیب دلائیں۔ اس طرح سے آپ کو تبلیغ میں بھی اور جماعتوں کی تربیت میں بھی مدد ملے گی۔

حضور انور نے نیشنل سیکرٹریان کے بعد زونل مبلغین اور زونل صدران سے بھی فرداً فرداً ان کا اور ان کے علاقے کا مختصر تعارف حاصل کیا۔ اس تعارف میں خاص دلچسپ بات یہ تھی کہ حضور انور کو گھانا کے جغرافیہ کا بڑی اچھی طرح سے اندازہ ہے اور تمام علاقوں کے ناموں سے بخوبی واقفیت ہے۔ اس بات سے تمام حاضرین کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

دورانِ تعارف جامعہ احمدیہ گھانا سے فارغ التحصیل مقامی مبلغین حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اور شفقتوں کا مرکز رہے۔ حضور انور نے مبلغین کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ رپورٹس کے علاوہ جو ذاتی خطوط مجھے لکھتے ہیں وہ اردو میں لکھیں اور ایک ماہ میں کم از کم ایک ضرور لکھیں۔ اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روزانہ باقاعدگی سے مطالعہ کرتے رہیں خواہ آدھا صفحہ ہی پڑھیں اور اردو بولا کریں۔ ایک مبلغ نے جب حضور کے استفسار پر عرض کیا کہ تھوڑی تھوڑی اُردو آتی ہے۔ تو حضور انور نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ کافی آتی ہے، کیونکہ جنہیں اردو اچھے طریق سے نہیں آتی وہ کہتے ہیں تھوڑا تھوڑا۔

ایک مبلغ سلسلہ محترم محمد قوے (Mohammed Quaye) صاحب نے جب اردو میں حضور انور کو اپنا تعارف کروایا تو حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ تم کامیاب ہو گئے زونل مشنری۔ ماشاء اللہ۔

تمام حاضرین سے بات ہو چکی تو پہلے محترم امیر و مشنری انچارج صاحب نے مورخہ 5 ر دسمبر 2020ء کو گھانا میں ہونے والے صدارتی اور پارلیمانی الیکشن کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ الیکشن پُر امن طریق سے ہو جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر تو موجودہ حکومت نے ملک کیلئے اچھی کارکردگی دکھائی ہے تو پھر وہ جیت جائیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اَور لوگ آئیں جو ملک کیلئے فائدہ مند اور مددگار ہوں اور ملکی مفاد کیلئے دیانت داری اور خلوص سے کام کریں۔ انشاء اللہ

مکرم امیر صاحب نے حضور انور کا مجلس عاملہ گھانا کی اس عزّت افزائی پر شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے سب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کا تحفہ عنایت فرمایا اور یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔

(رپورٹ: علیم محمود، مربی سلسلہ گھانا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11 ر دسمبر 2020)

تجھ پہ رحمت مدام ہو پیارے

(مبارک احمد ظفر)

کام صالح تھا نام طالع تھا — وہ خلافت کا عین تابع تھا
اِک توانا صبیح خادم تھا — گوہرِ پاک ابنِ ہاشم تھا
پی گیا جام وہ شہادت کا — راستہ چن لیا حلاوت کا
اپنے پیاروں سے جا ملا ہے وہ — اب شہیدوں میں جا بسا ہے وہ
اس کی یادوں کو یوں سجائیں گے — اپنے سجدوں میں ہم بسائیں گے
تجھ پہ رحمت مدام ہو پیارے — تجھ کو میرا سلام ہو پیارے

......☆......☆......☆......

جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ www.alislam.org کے ٹیم ممبران کی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مورخہ 21/ نومبر 2020ء کو جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ www.alislam.org کی ٹیم کو آن لائن ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔

اس ملاقات کا مقصد ویب سائٹ سے متعلقہ پروجیکٹس کے سلسلہ میں حضور انور سے رہ نمائی حاصل کرنا اور دعاؤں کا حصول تھا۔ ملاقات کیلئے امریکہ اور کینیڈا سے تشریف لانے والے رضا کاران مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ، امریکہ میں جمع ہوئے۔ ایم ٹی اے لندن اور امریکہ کی ٹیم نے اپنے جدید آلات کے ذریعہ بہترین آڈیو اور ویڈیو کا رابطہ قائم کیا۔

ملاقات کا آغاز امریکہ کے وقت کے مطابق صبح سوا سات بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جس کے بعد ٹیم ممبران نے قرآن کریم کے ایک نئے سرچ انجن کے پراجیکٹ کے بارے میں حضور انور کی خدمت اقدس میں اپنی presentations پیش کیں۔ اس نئی ویب سائٹ سے قرآن کریم کو پڑھنے اور اس کی آیات کو تلاش وغیرہ کرنے میں سہولت پیدا گی۔ ٹیم نے حضور انور سے بعض گہرے علمی معاملات کے بارے میں بھی رہ نمائی حاصل کی۔ حضورِ انور نے دعا دی کہ اللہ کرے کہ یہ ویب سائٹ دنیا کے تمام مسلمانوں اور غیر مسلم افراد کے لیے ہدایت اور روشنی کا باعث بنے۔ (آمین)

دورانِ ملاقات حضورِ انور کی خدمت میں الاسلام ویب سائٹ میں کیے جانے والے مجوزہ اضافے بھی پیش کیے گئے مثلاً صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ ایک نیا سیکشن جس میں بدری صحابہؓ کی سیرت پر مبنی حضور انور کے خطبات سے ماخوذ ہر صحابی کے متعلق ایک صفحہ شامل کیا جا رہا ہے۔

بعد ازاں حضور انور کی خدمت اقدس میں The Khalifa نام کی ایک نئی موبائل ایپ کا تعارف پیش کیا گیا جس پر ابھی کام جاری ہے۔ اس میں خلیفۃ المسیح سے متعلقہ تازہ ترین معلومات، مضامین، ویڈیوز اور تصاویر دیکھی جا سکیں گی۔

حضور انور نے الاسلام ویب سائٹ پر ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں بعض امور دریافت فرمائے اور اس کے استعمال کو آسان بنانے کیلئے سرچ انجن کو مزید بہتر بنانے کے متعلق رہنمائی عطا فرمائی۔ ملاقات کے بعد حضور انور نے ازراہِ شفقت الاسلام ٹیم کے کام پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور دعاؤں کا خوبصورت تحفہ ان الفاظ میں اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا

"MashaAllah Al-Islam team is doing a marvellous job. Allah Taala bless you and increase your wisdom and knowledge. Amin"

"ماشاء اللہ الاسلام ٹیم بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے اور آپ کے علم و معرفت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ الاسلام ٹیم کو ایک نئے عزم اور ولولے سے تمام کاموں کو پیارے حضور کے ارشادات کی روشنی میں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ مرتبہ: مسعود ناصر، کینیڈا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 27/ نومبر 2020)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ......مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (کشتی نُوح رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 60)

وہ خدا جسکو یسوع کہتا ہے کہ تُونے مجھے کیوں چھوڑ دیا مَیں دیکھتا ہوں کہ اُسنے مجھے نہیں چھوڑا

ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مُردہ مذہب ہے۔ ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مُردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے جو مُردہ خدا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا، مَیں دیکھتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہیں چھوڑا...... میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے اور ہزار ہا نشانوں سے اس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور مَیں عیسیٰ مسیحؑ کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔ (چشمہ مسیحی رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 353)

پوری دُنیا کی اصلاح کے مطابق مسیح موعودؑ کو قوت و طاقت عطا کی گئی

اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے، اِس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اُس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اُٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا...... حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ (حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 155)

معجزات کا دریا رواں ہے

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اِس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اُس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اِس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اِس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22، صفحہ 574)

عیسائی جلد سچے خدا کو پہچان لیں گے

وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پرانے بچھڑے ہوئے وحدہ لاشریک کو روتے ہوئے آملیں گے۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ **وہ روح** کہتی ہے جو میرے اندر ہے جس قدر کوئی سچائی سے لڑ سکتا ہے لڑے جس قدر کوئی مکر کر سکتا ہے کرے بیشک کرے لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ یہ سہل بات ہے کہ زمین و آسمان مبدّل ہو جائیں یہ آسان ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن یہ وعدے مبدّل نہیں ہوں گے۔ (سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 66)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

2003-2004ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا مختصر تذکرہ

جو افضال و انوار الٰہی کی بارش دن رات جماعت احمدیہ پر نازل ہو رہی ہے اسے ہم کبھی شمار نہیں کر سکتے

❁ 2003-2004ء کے دوران تین لاکھ سے زائد افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے ❁ مختلف ممالک میں ہونے والی بیعتوں کے ایمان افروز کوائف ❁ دعوت الی اللہ میں روکیں ڈالنے والوں کا عبرتناک انجام ❁ جماعت احمدیہ کے بارہ میں مخالفین کے پروپیگنڈہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے ثمرات ❁ حفاظتِ الٰہی، رؤیا اور خوابوں کے ذریعہ قبولِ احمدیت اور مخالفین کے عزائم میں ناکامی اور افراد جماعت کی مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور مخالفین کی ذلّت و رسوائی کے ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان

اسلام آباد (ٹلفورڈ Surrey) میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ برطانیہ کے 38ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 31 جولائی 2004ء کو بعد دوپہر کے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

(تیسری اور آخری قسط)

دورانِ سال بیعتوں کے کوائف

اب مَیں بیعتوں کا ذکر کر دیتا ہوں۔ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھانا کو 16,200 کے قریب بیعتوں کی توفیق ملی ہے اور 21 نئے مقامات پر جماعت کا نفوذ ہوا ہے اور ویسے بھی جماعت کا ایک image بن رہا ہے، غیر معمولی طور پر متعارف ہو رہی ہے۔

امیر صاحب غانا لکھتے ہیں کہ برانگ اہافو ریجن میں تیجانی فرقہ کے مسلمانوں کے ایک لیڈر ہیں۔ (وہاں تیجانی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے) انہوں نے اپنے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو جماعت احمدیہ کے لیڈر جب گھانا میں آئے تو جماعت نے کس منظّم طریق پہ ان کا استقبال کیا۔ انہیں ملک کا دورہ بھی کروایا۔ غیر احمدی، غیر مسلم، بیرونی حکومتوں کے سفراء، حکومتِ گھانا کے وزراء اور خود صدرِ مملکت گھانا تک نے ان کا خیر مقدم کیا۔ یہ جماعت ایک منظّم جماعت ہے۔ یہ زبانی باتیں نہیں کرتی۔ اور یہ اسلام کی صحیح پیرایہ میں خدمت کر رہی ہے، ملک کی ترقی اور بہبود کیلئے خدمات بجالا رہی ہے۔ کہتے ہیں ہمیں کوئی اس لئے نہیں پوچھتا (حالانکہ ان کی تعداد کافی زیادہ ہے) کہ ہم اس طرح ملک و قوم کی خدمت نہیں کرتے اور آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں۔

اسی طرح عبدالحمید طاہر صاحب ٹمالے کے مبلغ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جو میرا دورہ ہوا ہے اس کے فوراً بعد یونیورسٹی کے تین طلباء نے بیعت کی اور اسکے علاوہ دو امام اور ایک چیف بھی ملاقات کیلئے آئے اور انہوں نے بیعت کی اور اسکے علاوہ 465/افراد نے بھی بیعت کی۔

اور بہت ساری باتیں ہیں جو کسی وقت کوئی اور بیان کر دے گا۔

بورکینا فاسو میں اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 56 ہزار بیعتیں ہوئی ہیں۔ اور تین چیفس اور 40 آئمہ نے احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق پائی ہے۔ 30 نئے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ یہ لکھتے ہیں جو اس دفعہ کا دورہ تھا، اسکے بھی اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں۔ اور نو مبائعین میں بھی جماعت سے تعلق میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

پھر ایک شخص کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے 6 سال سے بیعت نہیں کی تھی۔ اس دورہ کے دوران انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب بیعت کر لینی چاہیے ورنہ گنہگار رہوں گا۔

ایک بچے کا واقعہ لکھتے ہیں کہ 12 سال کا تھا۔ اس نے خواہش کا اظہار کیا کہ جلسہ میں شامل ہونا ہے لیکن والد نے یہ کہتے ہوئے کہ پیچھے گھر میں کسی کو رہنا چاہیے اسے کہا کہ تم یہیں رہو۔ تو بچے نے سوچا شاید پیسوں کی کمی کی وجہ سے کہہ رہا ہے۔ تو اس بیچارے نے محنت مزدوری کر کے ایک ہزار فرانک جمع کیے اور کہا یہ میرا کرایہ ہے میں نے ضرور جلسہ پہ جانا ہے۔ میرا کہا کہ اُس نے آنا ہے۔ اس لیے مَیں نے ضرور جا کے ملنا ہے۔ تو باپ نے اس کو کہا کہ ٹھیک ہے پیسے تم رکھو لیکن میرے ساتھ چلنا۔ وہ مجھے ملا بھی لیکن اسکے بعد اسی دن بیچارے کو گردن توڑ بخار ہوا اور وہیں اسکی وفات ہوگئی۔ وہاں اس کا جنازہ بھی مَیں نے پڑھایا تھا۔ شاید اسکے دل میں یہی ہو کہ میرا وقت آگیا ہے تو میں مل لوں۔ بہر حال اسکی شدید خواہش تھی۔ باپ سے کہتا تھا کہ میں نے ضرور ملنا ہے۔

کایا (Kaya) وہاں کا ایک شہر ہے۔ وہاں کے ہائی کمشنر نے کہا کہ ہم بڑے عرصہ سے کوئی 20 کلومیٹر کی ایک سڑک پکّی کروانے کی کوشش کر رہے تھے جسکی منظوری نہیں مل رہی تھی۔ ہر ایک کی اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے، جس دن میرا دورہ تھا اس دن اُن کو سڑک پکّی کرنے کی منظوری مل گئی۔ اس لئے بھی وہ بہت شکر گزار تھے کہ ہمیں اس وجہ سے منظوری ملی ہے۔

بورکینا فاسو سے ہی ایک مربی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک جگہ گاؤں میں وزیر زراعت نے دورہ کرنا تھا اور بیراج کا افتتاح تھا لیکن جماعت کے افراد پہلے ہی جلسہ پہ آنے کیلئے پروگرام بنا چکے تھے۔ تو لوگوں نے انہیں کہا کہ رُک جاؤ کیونکہ وزیر آرہا ہے اور ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اگر تم نہ رُکے تو نقصان ہوگا۔ لیکن جو احمدی لوگ تھے وہ نہیں مانے۔ انہوں نے کہا ہم نے تو جلسہ پر جانا ہے کیونکہ یہ جلسہ جو ہے یہ عام جلسہ نہیں ہے۔ خلیفۂ وقت کی یہاں موجودگی ہوگی۔ اس لئے وہ سب کام چھوڑ کر جلسہ پر آگئے۔

ایک صاحب ساقو ابراہیم (Sako Ibrahim) ہیں جن کی عمر 60 سال سے زائد ہے۔ خاندان میں اکیلے احمدی ہیں اور سخت مخالفت کا سامنا ہے۔ وہ جلسہ پر آئے تھے وہ کہتے تھے کہ کاش یہ مخالفین جو میرے رشتہ دار ہیں یہ بھی ایک دن جلسہ پہ گزار لیتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ اصل میں اسلام ہے کیا چیز اور اخوت اور بھائی چارہ اور محبت کا مطلب کیا ہے؟ کہتے ہیں دوسرے مسلمانوں کے جلسہ میں جب جاؤ تو وہاں دنگا فساد ہوتا ہے مگر یہ روحانیت کا ماحول تھا جو جماعت کے جلسہ میں تھا اور یہ کہیں اَور نہیں مل سکتا۔

للگائی جماعت کے دو افراد تمبا کو کھانے کے عادی تھے۔ مربی صاحب نے ان کو کئی دفعہ منع کیا لیکن باز نہیں آتے تھے۔ انہوں نے جلسہ پر آنا تھا۔ میرا پتہ لگا کہ میں نے بھی جلسہ پر آنا ہے تو انہوں نے پروگرام بنایا۔ اور اس کے بعد کہتے ہیں انہوں نے تمبا کو کھانا چھوڑ دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہیں اتنی دفعہ کہا تم رُکے نہیں اب کیوں رُک رہے ہو؟ کہتے ہیں ہم نے انہیں جا کے ملنا ہے تو پھر ہمارے منہ سے تمبا کو کی بُو آئے گی، شاید انہیں تکلیف ہو۔ اس لئے ہم نے تمبا کو پینا چھوڑ دیا ہے۔ تو کئی دفعہ سگریٹ پینے والوں کے جب قریب جاؤ تو بڑی شدید بُو آرہی ہوتی ہے۔ افریقہ کے دُور دراز علاقہ میں گاؤں میں رہنے والوں کے ایمان کی یہ حالت دیکھیں۔

کہتے ہیں ایک جگہ ایک علاقہ میں ہمارا خدام الاحمدیہ کا وفد تبلیغ کیلئے گیا۔ ایک عیسائی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے ہماری تبلیغ کیلئے مسلمانوں کو اکٹھا کیا کہ آج احمدی آئے ہیں ان کی تبلیغ سُنیں اور تبلیغ کے بعد اس نے بتایا کہ میں نے ٹیلی ویژن پر آپ کے خلیفہ کی باتیں سنیں اور دیکھا بھی ہے اور اسی طرح لوگوں کا بہت بڑا ہجوم بھی دیکھا ہے۔ اگر اسی طرح جماعت ترقی کرتی رہی تو یہ دنیا آپ کی ہے اور اس بات نے مجھ پر بہت اثر چھوڑا ہے اور میں جماعت کے بہت زیادہ قریب ہوگیا ہوں۔ الحمدللہ کہ اب اس کا بیٹا بھی احمدی ہو گیا ہے، جماعت میں داخل ہوگیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورہ کے یہ بھی اثرات ظاہر ہوئے ہیں۔

آئیوری کوسٹ میں بھی 17 نئے مقامات پر جماعت کا نفوذ ہوا ہے۔ 4 چیفس اور 17/اماموں نے 10 ہزار افراد سمیت بیعت کی ہے۔ اسی طرح مالی (Mali) میں بھی دو ہزار تین سوئ بیعتیں ہوئی ہیں۔ وہاں ایک امام ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ مَیں نے خواب میں کسی کا چہرہ دیکھا، تصویر دیکھی اور اس کے بعد ان کو احمدیت کا تعارف ہوتا رہا۔ کہتے ہیں جب وہ میرے سے ملے ہیں تو انہوں نے کہا کہ پانچ سال پہلے جب مَیں نے یہ خواب دیکھی تھی تو یہی شکل تھی جو مجھے خواب میں نظر آئی تھی۔

ایک صاحب اس دفعہ اس سال جلسہ پر آئے تھے، یہ بھی بورکینا فاسو کے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس جلسہ نے تو میری زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اور میرے دل میں خدا کی محبت بڑھا دی ہے۔ مَیں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور اب کہتے ہیں کہ میں انشاء اللہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کو اپنے ملک میں پھیلانے میں کوشاں رہوں گا اور بڑے عزم اور اخلاص کے ساتھ واپس گئے تھے۔

بینن میں بھی اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 43 ہزار سے اوپر بیعتیں ہوئی ہیں اور تقریباً 23 ہزار سے زائد بیعتیں تو میرے دورہ کے دوران ہوئی ہیں جو مختلف چیف اور آئمہ آئے ہوئے تھے انہوں نے بیعت کی اور وہاں ان کی دستی بیعت بھی ہوئی۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ Nikki کے علاقہ میں لیبیا کے مولوی حضرات کا سینٹر ہے اور انہوں

نے وہاں اپنا تعلیم القرآن کا مدرسہ کھول رکھا ہے۔ دورہ کے بعد مولویوں نے جب دیکھا کہ یہاں تو جماعت کا بڑا تعارف ہو رہا ہے تو انہوں نے Nikki شہر میں جماعت کے خلاف تین روزہ کانفرنس رکھی۔ اور کانفرنس میں تمام گاؤں اور جو اردگرد کے علاقے تھے ان کے آئمہ کو بلایا۔ کانفرنس شام کے وقت شروع ہوئی اور شروع میں ہی ان کو یہ بتا دیا کہ یہ کانفرنس جماعت احمدیہ کے خلاف اور ان کی کامیابیوں کے سدّ باب کیلئے رکھی گئی ہے۔ نیز یہ بھی کہ جماعت احمدیہ نے اپنے خلیفہ کو بلا کر جو ایک ماحول پیدا کیا ہے اس کے خلاف ہے۔ اس اعلان کے بعد انہوں نے تمام آئمہ سے ایک امام کو بطور نمائندہ بات کرنے کی دعوت دی۔ اس پر سُویا (Suya) گاؤں کے ہمارے ایک نومبائع امام صاحب کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر آپ نے ہمیں یہاں نماز کی تربیت یا چندہ کی تربیت کیلئے یا روزہ کی تربیت کیلئے بلایا ہوتا تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی مگر آپ نے ہمیں جماعت احمدیہ کے خلاف بُلایا ہے اس پر ہم لوگ آپ سے متفق نہیں کیونکہ احمدیہ جماعت ہی حقیقی اسلام ہے اور اسلام کے منافی ایک بھی رُکن ان میں نہیں اس لئے ہم سب واپس جا رہے ہیں۔ اس انتہائی ایمانی جرأت پر باقی سب گاؤں کے تمام امام بھی اٹھ کر باہر آ گئے اور وہ کانفرنس جو تین دن چلنی تھی پہلے دن ہی اس بیچاری کی ہوا نکل گئی۔

Nikki کے اس علاقے کے مولوی حضرات کی طرف سے یہ بھی اعلان تھا کہ نعوذ باللہ احمدیت کے گندے کاموں سے اس شہر کو پاک رکھیں گے اور احمدیت وہاں نہیں آسکے گی۔ لیکن دیکھیں خدا تعالیٰ کی مدد کس طرح ہوتی ہے کہ وہاں کے ایک مسلمان الحاج داؤد صاحب ہیں وہ اپنی فیملی کے ساتھ احمدی ہو گئے اور انہوں نے ہمارے مقامی معلم کو بُلایا اور کہا کہ تم میری بیعت لے لو۔ ہمارے معلم نے ان سے پوچھا کہ آپ بیعت کیوں کر رہے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی دعوت پر لوگوں کو لے کر پاراکو (Parakou) گیا تھا۔ یہ وہاں بینن کا ایک بڑا شہر ہے جہاں خلیفۂ وقت اس دورہ کے دوران آئے تھے۔ وہاں میں نے دیکھا ہے کہ اگر کہیں اسلام ہے تو یہیں ہے۔ تو کہتے ہیں اس پہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات گاڑ دی کہ ان کو قبول کرنا چاہیے اور پھر انہوں نے جماعت کی جشنِ تشکر والی ٹی شرٹس خریدیں اور پھر وہاں اپنے علاقے میں تقسیم کیں اور وہ کہتے ہیں مولوی حضرات میرے پاس آئے تھے کہ ہم نے تو یہاں احمدیت کو گھسنے نہیں دینا تھا تم نے احمدیت قبول کر لی ہے۔ تو میں نے ان کو دوڑا دیا کہ یہاں سے دوڑ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی احمدیت کا نفوذ ہو گیا ہے۔

نائیجیریا میں اس سال اکتیس ہزار سے زائد بیعتیں ہوئی ہیں۔ نو (9) اماموں نے احمدیت قبول کی ہے۔ 47 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ جماعت نائیجیریا کو ہمسایہ ملک کیمرون اور چاڈ میں بھی کامیابیاں ملی ہیں۔

کیمرون میں امسال 187 بیعتیں ہوئی ہیں۔ یہاں کے ایک مقامی نوجوان ہیں جو نائیجیریا کے جامعہ سے تعلیم حاصل کر کے معلم کے طور پر وہاں کام کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے جماعت منظّم ہو رہی ہے۔

پھر چاڈ میں بھی 107 بیعتیں ہوئی ہیں۔ یہاں بھی نائیجیریا کے ہی ایک معلم کام کر رہے ہیں اور جماعت آہستہ آہستہ طاقت پکڑ رہی ہے۔

کینیا میں اس سال تقریباً چودہ ہزار بیعتیں ہوئی ہیں۔ اور نیا مشن بھی یہاں کھولا گیا ہے۔

مُویالے (Moyale) ایسا علاقہ ہے جہاں پہلے کوئی احمدی نہیں تھا۔ یہ علاقہ نیروبی سے سات سو کلو میٹر دور ایتھوپیا کے بارڈر پہ ہے۔ تو اِن علاقوں میں بھی بیعتیں عطا ہوئی ہیں۔ ایتھوپیا میں 6,200، ایری ٹیریا میں 15,600، جبوتی میں 3,900 اور پھر کونگو کو بھی اس سال 7,500 سے اوپر بیعتوں کی توفیق ملی۔ ایک نئے علاقہ بنداقہ (Mbandaka) میں پہلی دفعہ احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔

سیرالیون کی اس دفعہ تھوڑی بیعتیں ہیں یعنی 1,800 لیکن 17 چیف اور نئے امام جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ پھر اسی طرح گنی کوناکری (Guinea Conakry) میں بھی کچھ بیعتیں ہوئی ہیں جہاں پہلے بڑی مخالفت ہوئی تھی اور جماعت کی اجازت نہیں تھی۔ پھر یوگنڈا میں بھی 3,000 کے قریب بیعتیں ہوئی ہیں۔

طاہر احمد صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ بانکو بانا (Mbonkobana) کے علاقہ میں ایک بڑا گاؤں ''مدینہ'' واقع ہے۔ کہتے ہیں یہاں کے لوگ بڑے لمبے عرصہ سے جماعت میں شامل ہونے سے انکاری تھے۔ جب بھی ہم نے ان سے رابطہ کیا تو یہی کہتے تھے ''نہیں'' اور بڑی مخالفت بھی تھی۔ کہتے ہیں اس مرتبہ رابطہ کیا تو امام نے ہمیں تاریخ دی اور پروگرام کے مطابق ہم تین مبلغ وہاں پہنچے۔ وہاں کے موجودہ امام نے بتایا کہ ان کے ایک سابق امام کچھ عرصہ قبل وفات پا گئے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوہ نے صندوق کھولا جو کہ امام کی تحویل میں رہتا تھا تو اس میں سے جماعت احمدیہ کا لٹریچر اور چندہ کی رسیدیں نکلیں۔ اس وقت گاؤں کے لوگ وہاں موجود تھے۔ یہ سُن کر ایک دوست راؤبنگورا صاحب نے بتایا کہ مرحوم امام کہا کرتے تھے کہ ایک دن سیرالیون میں احمدیوں کی حکومت ہوگی اور سیرالیون بہت ترقی کرے گا۔ یہ باتیں سُن کر تمام گاؤں والے مع امام اور چیف کے احمدی ہو گئے۔ الحمد للہ۔

ہندوستان میں بھی اس سال اللہ کے فضل سے تقریباً 49,000 بیعتیں ہوئی ہیں۔ انیس خان صاحب لکھتے ہیں کہ چند ماہ قبل سرپنچ کے انتخابات ہوئے جس میں ایک احمدی خاتون نے بھی حصہ لیا اور اپنے کاغذات داخل کرتے ہی مجھے دعا کیلئے لکھا۔ تو یہاں سے جو جواب گیا اس جواب میں دعائیہ الفاظ تو کافی تھے لیکن وہ خاتون انتخاب ہار گئیں۔ وہ خاتون بڑے پکّے ایمان کی تھی۔ انہوں نے کہا جب وہاں سے خلیفۂ وقت کا جواب اچھا آ گیا ہے، حوصلہ افزا ہے اور دعائیں دی ہیں تو پھر یہ بیکار نہیں جائیں گی۔ کہتے ہیں اچانک کچھ دنوں بعد اطلاع آئی کہ جو سابقہ نتیجہ تھا وہ درست نہیں تھا۔ دوبارہ جائزہ لیا گیا ہے اور وہ خاتون ہی کامیاب قرار دی گئی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اس سے ان کے ایمان میں بڑا اضافہ ہوا۔ کیونکہ یہاں لوگوں نے ان کو کہا تھا کہ اگر تم احمدی نہ ہوتیں تو ہم تمہیں ووٹ دیتے۔ انہوں نے کہا چاہے سرپنچی ملے نہ ملے لیکن مَیں احمدیت نہیں چھوڑ سکتی۔

انڈونیشیا میں بھی تقریباً اڑھائی ہزار بیعتیں ہوئی ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی نامساعد حالات کے باوجود ان کو بیعتوں کی توفیق ملی۔ فرانس میں بھی اس دفعہ ان کو بیعتوں کی توفیق ملی۔

فرانس کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ انڈورا (Andora) ایک جگہ ہے ایک دفعہ مَیں وہاں گیا۔ مسلمانوں کی وہاں ایک ایسوسی ایشن ہے۔ ان کے ممبران کے ساتھ تبلیغی نشست ہوئی۔ تو جب انہوں نے ایک کتاب پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ تو ہم نے ٹیلی ویژن پہ بھی دیکھے ہیں۔

پھر کہنے لگے کہ آج کل تو جو ایم ٹی اے ہے اس پر دو، دو خلفاء ٹی وی پر آتے ہیں۔ ان کو علم نہیں تھا کہ حضرت صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ جب ان کو کتابیں پڑھنے کیلئے دی گئیں کہ پڑھیں تو وہ بھی اب جماعت میں شامل ہونے پر غور کر رہے ہیں۔

اسی طرح ایک تیسرے ملک (Luxumburg) لکسمبرگ میں بھی ان کو جماعتی لٹریچر دیا گیا۔ تعارف کروایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک بیعت حاصل ہو چکی ہے۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ فرانس کے آخری روز ایک شخص نے بیعت کی اور جب مجھ سے ملاقات کی تو مَیں نے اس سے پوچھا کہ تم کس طرح احمدی ہوئے؟ تو اس کا جواب یہ تھا کہ جس خوبصورتی سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ادھر پڑھتے دیکھا اور سُنا ہے اس سے پہلے کہیں دیکھا اور سُنا نہیں۔ اس نے میرے دل پہ بہت اثر کیا تو میں نے بیعت کر لی۔

یورپ میں جرمنی نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے ملک اور دیگر تمام ملک جو سپرد کیے گئے تھے اُن میں بیعتیں کروائی ہیں اور سات اقوام سے تعلق رکھنے والے 150 سے زائد افراد نے بیعت کی ہے۔ پھر مالٹا Malta میں بھی ان کو پیغامِ حق پہنچانے کی توفیق ملی۔

یہ لکھتے ہیں کہ بلغاریہ میں ایک عیسائی فیملی سے رابطہ کیا گیا اور انہیں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اس پر اس خاتونِ خانہ نے ایک دو اجلاسات میں شرکت کی جس پر خاوند نے گھر پر بڑی سختی کی اور گھر پر نہ صرف اجلاسات سے روک دیا بلکہ جماعت کے خلاف شدید نفرت کا اظہار کیا لیکن ہماری لجنہ کی ممبرات نے مسلسل رابطہ رکھا جس کے نتیجہ میں کچھ عرصہ بعد اس خاتون کی ہمشیرہ اور ان کے بچّے خاوند سمیت احمدیت میں داخل ہو گئے۔ مذکورہ خاتون کہتی ہیں کہ ان سے جب مسلسل رابطہ رہا تو ایک روز خاتون نے خواب میں دیکھا کہ اسکے گھر میں ہماری جماعت کا ترجمہ شدہ قرآن پڑا ہوا ہے اور اس میں سے روشنی نکل رہی ہے اور سارا گھر روشنی سے بھر جاتا ہے۔ قرآن کریم کے دائیں طرف دو آدمی ہیں جنہوں نے جیکٹس اور جیکٹ کی ٹوپیاں پہن رکھی ہیں۔ اسی طرح بائیں طرف بھی دو آدمی ہیں جو نہایت غلیظ معلوم ہوتے ہیں۔ جب وہ قرآن پکڑتی ہیں تو بائیں طرف والے آدمی بھاگ جاتے ہیں۔ یہ خواب اس نے اپنے خاوند کو سنائی۔ چنانچہ اس خواب کی بنا پر یہ ساری فیملی بھی احمدی ہو گئی۔

گیانا میں حالات چونکہ ابھی ذرا مشکل ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا شرف پہلے سے حاصل ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پھر آئیں اور اپنی نبوت کو کھو دیں

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 114)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپیور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دعا کیلئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور
سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہو گئی یہ اسم اعظم ہے

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 100)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

لیکن بہرحال جماعت گیانا کو بھی اس سال تین صد بیعتوں کا ٹارگٹ دیا گیا تھا اور اللہ کے فضل سے انہوں نے 428 بیعتیں حاصل کی ہیں اور بہت سارے لوگوں کو ایم ٹی اے کے ذریعہ تعارف ہوا ہے۔

بیعتوں کی کُل تعداد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعتوں کی کُل تعداد تین لاکھ سے اوپر ہے۔ اور کل انشاء اللہ عالمی بیعت میں سارے ممالک کی نمائندگی ہوگی۔

امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں کہ دورہ کے دوران استقبالیہ پروگرام جو ایم ٹی اے پر Live دکھایا گیا تھا، اس میں سیٹلائٹس پر سگنل بھیجنے والے ٹرک کا آپریٹر ایک عیسائی تھا۔ وہ استقبال کا منظر دیکھ کر ایسا مبہوت ہوا کہ گویا اس کو کوئی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ کچھ دیر بعد کہنے لگا کہ میرے ذہن میں حضرت مسیح کی آمدِ ثانی کا جو نقشہ تھا وہ بعینہٖ وہی ہے جو آج مَیں نے دیکھا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ جلسہ پر آنے کیلئے (کیلگری کی ایک فیملی کے) بچّوں نے ضد شروع کر دی کہ ہم نے ٹورانٹو جانا ہے جہاں جلسہ ہوگا۔ اس کا فاصلہ بھی تقریباً 3 ہزار کلو میٹر ہے اور کافی خرچ ہو جاتا ہے۔ جب انہوں نے اپنے والد کو کہا تو انہوں نے کہا کہ میں UK کے ٹکٹ لے چکا ہوں اور اب اتنی توفیق نہیں ہے۔ تو بچّی کہتی ہے کہ میں نے رو رو کے دعائیں کیں کہ اللہ میاں کوئی سامان پیدا کردے۔ تو وہی ٹکٹ جو 600 ڈالر کا تھا وہ اچانک sale پہ آ کے 200 ڈالر کا ہوگیا جو عموماً وہ کہتے ہیں کہ گرمیوں کی چھٹیوں میں ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس طرح ٹکٹ خریدے اور یہ واقعہ بچّی کیلئے بھی ایمان کی مضبوطی کا باعث بنا۔

مخالفانہ پروپیگنڈا کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے ثمرات

اس طرح اور بہت سارے واقعات ہیں۔ لیکن وقت کافی ہوگیا ہے۔ مخالفانہ پروپیگنڈا اور اس کے نتیجہ میں فضلِ الٰہی کا ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔

تنزانیہ سے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ ٹانگا (Tanga) شہر سے 17 کلومیٹر دور واقع ایک گاؤں کِرارے (Kirare) میں تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ انفرادی پیغام پہنچانے کے بعد دو دن کیلئے گورنمنٹ سے اس گاؤں میں پبلک جلسہ کرنے کی اجازت لی۔ جلسہ گاہ کیلئے گاؤں کے چیئرمین سے مشورہ کے ساتھ کھیل کا میدان منتخب کیا گیا۔ پہلے دن کا جلسہ بہت کامیاب رہا۔ حاضری پانچ صد سے زائد تھی۔ جلسہ کے اختتام سے پہلے سوال و جواب کا وقت دیا گیا۔ حاضرین کی دلچسپی سے تأثر ملتا تھا کہ دو دن کی تبلیغ کے بعد کافی لوگ احمدیت قبول کریں گے۔ کہتے ہیں دوسرے دن جب ہم جلسہ گاہ پہنچے تو گاؤں کے سرکردہ لوگ ہمارے پاس آئے کہ ہم یہاں جلسہ نہیں کر سکتے۔ غیر احمدی مولویوں نے رات کو مسجد میں اعلان کیا ہے کہ نیا دین گاؤں میں آرہا ہے۔ لوگ اسے قبول نہ کریں۔ اگر کوئی اس میں شامل ہوگا تو ہم اسکے مرنے پہ اسکے جنازہ میں شامل نہیں ہوں گے۔ اور اس طرح ہمیں دوسرے دن جلسہ سے روک دیا گیا۔ تو کہتے ہیں ہم پریشانی میں کھڑے دعائیں کر رہے تھے کہ اس دوران ایک غیر احمدی ہمارے پاس آیا اور ہمیں اپنی دکان کے باہر جو کھلی جگہ تھی وہاں لے گیا کہ آپ یہاں جلسہ کریں۔ کہتے ہیں ہم نے بھی اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد سمجھتے ہوئے وہاں جلسہ شروع کر دیا اور خدا کے فضل سے کافی حاضری ہوئی اور اس دکاندار سمیت وہیں 43 بیعتیں بھی ہوگئیں۔

دعوت الی اللہ میں روکیں ڈالنے والوں کا انجام

اسی طرح ممباسہ Mombasa (کینیا کا ایک شہر۔ ناقل) کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی نوجوان کا والد سخت مخالف تھا۔ جہاں بھی موقع ملتا احمدیت کے خلاف گندی زبان استعمال کرتا اور بانئ سلسلہ کو گالیاں دیتا۔ اور اکثر کہتا کہ مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ جو الزام مولوی لگاتے ہیں وفات کیلئے) گند میں فوت ہوئے تو وہ بیٹا بار بار اپنے باپ کو سمجھاتا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا کے سچّے نبی ہیں۔ لہٰذا گالیوں سے باز آجاؤ ورنہ خدا کی پکڑ آئے گی۔ اس پر باپ کہتا ہے کہ تم احمدیت سے توبہ کر لو ورنہ مرزا صاحب کی طرح بُری موت مرو گے۔ (نعوذ باللہ) اُس شخص نے ایک دن بھرے مجمع میں اپنی تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں کہا کہ نبی تو الگ رہا یہ تو سچّے مومن بھی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہوئی۔ ایک رات وہ گھر نہیں آیا اور گھر والوں کو فکر پیدا ہوئی کہ وہ تو کبھی اتنی دیر باہر نہیں رہا۔ گھر والوں نے اسے ڈھونڈنا شروع کیا۔ ہمسایوں نے بھی ڈھونڈنا شروع کیا تو ہمسایوں نے اسے گھر کے پیچھے لیٹرین میں الٹے منہ پڑا ہوا پایا اور گھر والوں کو اور دوسرے سب لوگوں کو اطلاع دی۔ سب لوگ اکٹھے ہوئے اور جب دیکھا تو گند سے بھرا ہوا تھا۔ اس طرح یہ شخص دوسروں کیلئے عبرت بن گیا۔

حفاظتِ الٰہی کا خاص واقعہ

خواجہ مظفر احمد صاحب مبلغ قازقستان لکھتے ہیں کہ سیمی پلاتنیس (Semipalatinsk) ریجن میں کافی عرصہ سے جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ کہتے ہیں گزشتہ سال خاکسار ستمبر کے مہینہ میں وہاں دورہ پر گیا اور ایک غیر احمدی بخت جان کے کیفے پر سوال و جواب کی مجلس کے انعقاد کا پروگرام بنایا۔ اس نے ہمیں ایک کمرہ اس کام کیلئے دے دیا۔ اٹھارہ کے قریب لوگ جمع ہوگئے۔ دو گھنٹے کی مجلس ختم ہونے سے پانچ منٹ پہلے شدید زلزلہ آیا۔ تقریباً 30، 35 سیکنڈ زلزلہ کے جھٹکے رہے۔ سارا شہر سڑکوں پر نکل آیا لیکن میری درخواست پر سب دوست اسی کمرہ میں بیٹھے رہے۔ جب ہم پروگرام مکمل کر کے باہر نکلے تو کیفے کا مالک باہر کھڑا تھا۔ کہنے لگا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ ابھی یہ کمرہ گرا کیونکہ اسکی دیواروں کی کوئی بنیاد نہیں۔ یہ وقتی ضرورت کیلئے تعمیر کیا تھا۔ شہر میں کئی عمارتوں کو نقصان پہنچا ہے لیکن اس کمرہ میں موجود کسی دوست کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ دیکھ کر سب حیران تھے اور بخت جان کے ایک عزیز نے فوراً کہا کہ جب امام صاحب نے یہ کہا تھا کہ بیٹھے رہیں تو مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ جماعت جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ اس طرح اس نے اسی وقت بیعت کر لی اور اس ریجن میں احمدیت کا پودا لگ گیا۔

رؤیا اور خوابوں کے ذریعہ قبولِ احمدیت

پھر خوابوں کے ذریعہ سے جو اللہ تعالیٰ لوگوں کو احمدیت میں شامل کرتا ہے تو اس بارہ میں خواجہ مظفر احمد صاحب ہی لکھتے ہیں کہ کریموف صاحب (Karimov) چیچن کا جماعت سے تعارف تھا۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ چند دن قرآن سیکھنے اور چند کتب کے مطالعہ سے میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تصویر اکثر میری آنکھوں کے سامنے آتی ہے۔ میں نے خدا سے دعا کی کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو مجھے اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دے۔ کہتے ہیں اسی رات میں نے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خواب میں دیکھا۔ وہ مجھے فرماتے ہیں کہ ''تم دیر کیوں کرتے ہو؟'' حضور نے میرے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور لیٹ گئے۔ میں نے سوچا کہ سو گئے ہیں۔ میں نے حضور کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو ایسی خوشبو آئی اور مسلسل آتی رہی کہ کبھی اس سے پہلے میں نے ایسی خوشبو نہیں پائی تھی۔ کہتے ہیں اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور کئی گھنٹے اس خوشبو کا احساس رہا۔ کہتے ہیں اسکے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ آج سے میں احمدی ہوں۔ چنانچہ وہ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوگئے۔

بوسنیا سے وسیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک زیرِ تبلیغ نوجوان نے خواب کے ذریعہ بیعت کی ہے۔ اس نوجوان نے خود اپنی خواب بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک بڑے شہر میں چل رہا ہوں جہاں افراتفری مچی ہوئی ہے۔ وہاں میں نے بہت سے یہودی، عیسائی اور مسلمان دیکھے جو گند سے بھری ہوئی گلیوں میں حیران و پریشان ادھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ جیسے گُم گئے ہوں۔ اچانک میری نظر اپنے دائیں طرف پڑتی ہے تو ایک خوبصورت درخت دیکھتا ہوں جس کے نیچے لوگوں کا ایک چھوٹا سا گروہ بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور پگڑیاں باندھی ہوئی ہیں۔ اس افراتفری کے دور میں وہ مکمل سکون سے ایک حلقہ کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ عیاں ہوتی ہے۔ کہتے ہیں میں خواب میں ہی خیال کرتا ہوں کہ یہ ضرور احمدی ہیں۔ میں ان کے پاس پہنچ جاتا ہوں اور ان میں شمولیت اختیار کر لیتا ہوں۔ اسکے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ ان کے والد نے انہیں گھر سے نکال دیا ہے اور دوستوں نے چھوڑ دیا ہے لیکن یہ ثابت قدم رہے اور مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

پھر طارق رشید صاحب لکھتے ہیں کہ نسروانگہ گاؤں میں ایک ہندو دوست نے 16 سال قبل ایک غیر احمدی مسلمان لڑکی سے شادی کی اور دونوں اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق زندگی گزار رہے تھے۔ کہتے ہیں ایک روز ہم ان کے گھر ملنے کیلئے گئے۔ ہندو دوست نے روتے ہوئے ہمیں بتایا کہ آج صبح ہی جب میری بیوی روزہ رکھ کے سوئی ہے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اور ان کا لباس اور ٹوپی بالکل یہی تھی جو آپ نے پہن رکھی ہے۔ اس پر اسے احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا اور اس نے بیعت کر لی۔ جب یہ بات گاؤں کے سنّی مسلمانوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے پریشر ڈال کر اور مدد کا لالچ دے کر اور اپنا ممبر بنا کر دوبارہ نکاح پڑھوا دیا۔ پھر چند ہفتوں کے بعد یہ نَو مسلم پھر ہمارے پاس آئے اور کہا مجھے معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کا ذریعہ تو آپ کو بنایا لیکن میں اپنی غلطی کی وجہ سے ان میں شامل ہو گیا جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ وہ صرف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ✡ اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام ✡ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

زندگی بخش جامِ احمد ہے ✡ کیا پیارا یہ نامِ احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا ✡ سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

نفرت کی ہی تعلیم دیتے ہیں اور اسلام کے متعلق کچھ نہیں بتاتے۔ الحمدللہ اب یہ چار افراد پر مشتمل خاندان نظامِ جماعت میں شامل ہے۔

مخالفین کے عزائم میں ناکامی

حیدرآباد انڈیا میں مجلس تحفظ ختمِ نبوت والوں نے خوب مخالفت کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ آئے دن جماعت کے خلاف جلسے کرتے ہیں۔ مقصود صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال ستمبر میں مخالفین نے ایک جلسہ کا اہتمام کیا جس میں ہندوستان بھر سے علماء کو مدعو کیا گیا۔ ان سب علماء نے جماعت کے خلاف دل کھول کر زہرافشانی کی۔ آخر پر یہ اعلان کیا گیا کہ اب شعلہ بیان مقرر محمد طلحہ قاسمی صاحب احمدیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے آرہے ہیں۔ مولانا نے اپنی تقریر حضرت مسیح موعود کے خلاف گند بکتے ہوئے شروع کرنی تھی مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ ان صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت مرزا صاحب کا نام لینے کی بجائے یہ کہا کہ مولانا احمد رضا خان کے ماننے والے کافر ہیں۔ جس سے سُنّی مسلمان مشتعل ہو گئے اور مولانا پر حملہ کر دیا اور پورے مجمع میں کھلبلی مچ گئی۔ مولانا بار بار یہ کہتے رہے کہ میرے منہ سے احمد رضا کا نام غلطی سے نکل گیا ہے حالانکہ میرے دل میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تھا۔ لیکن بہر حال جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور مولوی کو وہاں سے ذلیل ہو کے جانا پڑا۔

پھر گیمبیا کے امیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ستمبر 2003ء کو ایک جنازہ کے موقع پر ایک غیر احمدی نے احمدیوں کے بارہ میں کہا کہ وہ روحانی لحاظ سے گندے ہیں اس لئے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئیں۔ اس طرح اور بھی نازیبا الفاظ استعمال کیے اور کہا کہ ان کے مُردوں کو ہم یہاں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ اس پر بہت سے لوگوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ احمدی دوستوں نے اسکی رپورٹ ڈسٹرکٹ چیف کے پاس کی۔ اس نے سماعت کیلئے تاریخ مقرر کر دی۔ چنانچہ مقررہ تاریخ پر سماعت کے دوران چیف نے مخاطب ہو کے کہا کہ گیمبیا ایک سیکولر سٹیٹ ہے اور یہاں ہر قسم کی آزادی ہے۔ کسی کو اس قسم کی کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ایک دوسرے کی بے عزتی برداشت کی جائے گی۔ چیف نے مزید کہا کہ احمدی قانون کی پابندی کرنے والے ہیں لیکن دوسرے مسلمان نوجوانوں کو جمع کر کے ہمیشہ فساد کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چیف نے اس شخص کو جہاں تین ہزار پانچ سو ڈلاسی (Dalasi) جرمانہ کیا وہاں ایک ہزار ڈلاسی کی رقم جماعت کو بطور ہرجانہ ادا کرنے کا بھی حکم دیا۔

مالی قربانی

مالی قربانی کے ذکر میں بھی ایک آدھ واقعہ سُن لیں۔

جمیل احمد صاحب مبلغ کینیا لکھتے ہیں کہ خاکسار چیبوگا (Chibuga) جماعت میں اپنے معلمین کے ساتھ گیا۔ احباب کو چندہ کی تحریک کی۔ پروگرام ختم ہونے پر صدر جماعت ایک مرغی لے کر آیا اور کہا کہ ''میرے پاس مرغی کے سوا کچھ نہیں۔ یہی چندہ قبول کر لیں'' کچھ عرصہ بعد خاکسار اس جماعت کے دورہ پر گیا۔ صدر جماعت کے گھر کافی مرغیاں دیکھیں۔ میں نے اس سے کہا کہ اتنی مرغیاں کہاں سے آگئیں؟ پچھلی دفعہ تو صرف ایک تھی۔ اس پر اس نے بتایا کہ کسی سے ایک مرغی ادھار لی تھی اور انڈوں پر بٹھا دی۔ سبھی بچے نکلے ہیں۔ ان میں سے اب تک ایک بچّہ بھی نہیں مرا۔ اس لئے اب بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔ یہ برکت ایک مرغی چندہ میں دینے کی وجہ سے تھی۔ پرانے زمانہ میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ انڈے بیچ کر لوگ چندے دیا کرتے تھے تو یہ دیکھیں کہ اس قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں برکت ڈالی۔

حسن بصری صاحب کمبوڈیا سے لکھتے ہیں کہ اپریل 2004ء میں بہت گرمی پڑی اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کو نقصان پہنچنے لگا۔ لوگ سخت پریشان ہوئے۔ ہمارے لوکل معلم شافی حسین صاحب نے ان سب ممبران کو بلوایا اور کہا کہ آپ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اس لئے بارش نہیں آرہی۔ آپ سب باقاعدہ چندہ ادا کریں پھر دیکھیں کس طرح اللہ بارش برساتا ہے۔ چنانچہ یک صد کے قریب ممبران جماعت ان کے گھر آئے اور چندہ ادا کیا۔ اسی روز چار پانچ بجے شام بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش ہوئی جو تین روز تک مسلسل جاری رہی۔ لوگوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وعدہ کیا کہ اب ہم باقاعدہ چندہ دیا کریں گے۔ اب دیکھیں دُور دُور کے علاقوں میں بیٹھے لوگوں کے ایمان بھی اللہ تعالیٰ کس طرح تازہ کرتا ہے۔

امیر صاحب گیمبیا کہتے ہیں کہ جونگون (Njongon) گاؤں کے دو بھائیوں نے احمدیت قبول کی۔ وہ دونوں مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت کی تیاری کر رہے تھے کہ غیر احمدی نوجوانوں نے آکر اس بات کی ترغیب دی کہ آج کا دن بہت اچھا ہے۔ ہم مچھلیاں پکڑنے جاتے ہیں۔ ایک بھائی نے تو صاف کہہ دیا کہ میں اجتماع پر جا رہا ہوں جبکہ دوسرے نے اجتماع کا چندہ ادا کر دیا لیکن شامل ہونے کی بجائے مچھلیاں پکڑنے چلا گیا۔ اجتماع کے دوران یہ خبر ملی کہ یہ نوجوان حادثہ کا شکار ہو گیا ہے۔ کشتی الٹ گئی تھی۔ اجتماع میں جو نوجوان شریک ہوئے تھے وہ کہنے لگے کہ اس حادثہ میں میرا بھائی ضرور بچ جائے گا کیونکہ اس نے چندہ دے دیا تھا۔ بعد میں خبر ملی کہ ان کا بھائی کشتی کے اس حادثہ میں زندہ بچ گیا تھا جبکہ باقی دوست حادثہ کا شکار ہو گئے تھے۔

میں جو چند واقعات لایا تھا تو یہ اُن میں سے بھی میرا خیال ہے کہ دسواں حصہ بیان کیے ہوں گے اور بے شمار ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روز جماعت پر اپنا فضل فرماتا ہے اور ہر جگہ ایمان کو تازہ کرنے والے نئے نئے واقعات ملتے ہیں۔ اب کافی وقت ہو گیا ہے اس لئے ختم کرتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''مَیں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریقِ شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر مَیں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرتِ گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سُنی نہیں جائیں گی کیونکہ مَیں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کرے گا وہ بددعا اسی پر پڑے گی جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اُس پر لعنت ہو وہ لعنت اُس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں۔'' (اربعین 4، روحانی خزائن، جلد نمبر 17، صفحہ 472-471)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل اور سمجھ دے اور اس زمانہ کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسی سے اب ان کو سمجھ آجائے کہ دنیا کا امن اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے سے ہی وابستہ ہے۔

دعا کر لیں۔

دعا کے اختتام پر حضور نے فرمایا: ''آمین'' اور پھر سب حاضرین کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 12/جولائی 2013)

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار ''اخبار بدر'' 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و تحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ و خطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی و دنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تاکہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔

(ادارہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا عہد
خالصۃً اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے

(خطبہ عید الضحیٰ فرمودہ 31/جولائی 2020)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''اجتماع میں شامل ہونے کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ
ہم اپنے خدا سے مضبوط تعلق قائم کرنے والے ہوں''

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ نے جو کچھ کہا اس کو پورا کر دیا، سختی کرنے کے مواقع پر سختی میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں کے بال بچوں کے باپ بن گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25/جون 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کا کیا فرض بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسانی ضروریات کا ان لوگوں کے لیے مہیا کرنا جن کو بنیادی ضروریات حاصل نہیں ہیں اسلامی حکومت کا فرض ہے۔

سوال حضرت عمرؓ نے اس فرض کو کس طرح نبھایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر جبکہ آپ مدینہ سے باہر گشت کر رہے تھے دیکھا کہ ایک عورت کے ساتھ اسکے کچھ بچے ہیں اور ایک ہنڈیا آگ پر چڑھی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے پر اس عورت نے کہا بھوک کی وجہ سے بچے رو رہے ہیں اور میں ہنڈیا میں پانی اُبال کر ان کو دلاسا دے رہی ہوں تا کہ وہ سو جائیں۔ اللہ ہمارے اور عمرؓ، کے درمیان فیصلہ کرے گا وہ ہمارے امور کے نگران ہیں اور ہم سے غافل ہیں۔ آپؓ نے مدینہ اور مکہ کے درمیانی راستوں پر مسافروں کیلئے کچھ سرائے خانے بھی بنوائے ہوئے تھے۔ آپؓ نے وہاں سے ایک بورا اناج کا نکالا اور چکنائی کا ڈبہ لیا۔ آپؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام اسلم سے فرمایا: اسے مجھے اٹھوا دو۔ اسلم کہتے ہیں: میں نے کہا کہ آپؓ کی جگہ مَیں اٹھا لیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو! کیا قیامت کے دن میرا بوجھ تم اٹھاؤ گے؟ اس پر میں نے وہ بورا آپؓ پر لاد دیا۔ پھر آپؓ اس بورے کو اپنی کمر پر لاد کر تیز قدموں سے چلے اور ہم اس عورت کے پاس پہنچ گئے۔ آپؓ نے اس عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکایا اور بچوں کو کھلایا اور جب تک بچے امن وسکون سے نہیں سو گئے آپؓ وہاں سے تشریف نہیں لے گئے۔

سوال مسافروں کے آرام کیلئے حضرت عمرؓ نے کیا انتظام کیا تھا؟

جواب حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں دَارُ الدَّقِيْقِ نام سے ایک عمارت بنوائی تھی جس میں آٹا، ستو، کھجور، کشمش اور دیگر ضروریاتِ سفر جن کی ایک مسافر کو ضرورت ہو سکتی ہے میسر ہوتی تھیں۔ اسی طرح آپؓ نے مدینہ اور مکہ کے درمیانی راستوں پر مسافروں کیلئے کچھ سرائے خانے بھی بنوائے ہوئے تھے۔

سوال سوال سے روکنے کے متعلق حضور انور نے حضرت عمرؓ کا کونسا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ مانگنے والوں کو مانگنے سے روکنے کیلئے بہت سخت اقدام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کو دیکھا اس کی جھولی آٹے سے بھری ہوئی تھی اور وہ مانگ رہا تھا۔ آپؓ نے اس سے آٹا لے کر اونٹوں کے آگے ڈال دیا اور اس کی جھولی خالی کر دی اور فرمایا کہ اب مانگ۔

سوال دودھ پیتے بچوں کا وظیفہ مقرر کرنے کے متعلق کیا روایت آتی ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر مدینہ سے باہر حضرت عمرؓ نے ایک خیمہ سے بچے کے مسلسل رونے کی آواز سنی۔ بچہ چیخ رہا تھا اور ماں تھپک کر سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب بچہ چپ نہ ہوا تو ماں نے بچے کو تھپڑ مار کر کہا روؤ عمرؓ کی جان کو۔ حضرت عمرؓ حیران ہوئے کہ اس بات سے میرا کیا تعلق ہے؟ حضرت عمرؓ نے اس عورت سے پوچھا بی بی! کیا بات ہے؟ اس عورت نے کہا: عمرؓ نے سب کے گزارے مقرر کئے ہیں لیکن اسکو یہ معلوم نہیں کہ دودھ پیتے بچوں کیلئے بھی غذا کی ضرورت ہے۔ میرے پاس دودھ پورا نہیں اور میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے تا اسکا وظیفہ مقرر ہو جائے۔ حضرت عمرؓ اسی وقت واپس آئے اور آپؓ نے خزانے سے آٹے کی بوری نکلوائی اور خود اٹھا کر چلنے لگے۔ فرمانے لگے پتہ نہیں کہ اس طرح میرے ذریعہ کتنے بچے مر گئے ہیں۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے یہ حکم دیا کہ دودھ پیتے بچوں کا بھی وظیفہ مقرر کیا جائے۔

سوال عمار بن خزیمہ کے والد اور حضرت عمرؓ کا کونسا واقعہ حضور انور نے بیان فرمایا؟

جواب عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا ہے؟ تو میرے باپ نے جواب دیا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ کل مر جاؤں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اُنہیں فرمایا کہ تجھ پر ضرور ہے کہ درخت لگائے۔ پھر میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے۔

سوال سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عمرؓ کے متعلق کیا شہادت دی؟

جواب انہوں نے گواہی دی کہ اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ نے جو کچھ کہا اس کو پورا کر دیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں کے بال بچوں کے باپ بن گئے یہاں تک کہ ان عورتوں کے پاس جاتے جن کے شوہر باہر گئے ہوئے تھے۔ ان کے دروازوں پر پہنچ کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ وہ عورتیں آپؓ کے ساتھ اپنی بچیوں کو یا بچوں بھیج دیتی تھیں۔ آپؓ بازار میں اس طرح جاتے کہ آپؓ کے پیچھے لوگوں کی بچیاں اور بچے اتنے ہوتے کہ ان کا شمار مشکل ہوتا۔ پھر آپؓ ہر ایک کیلئے ان کی ضرورت کی چیزیں خریدتے اور جن عورتوں کا کوئی بچہ نہ ہوتا تو اس کیلئے خود خریداری کرتے۔ جب کسی لشکر میں سے کوئی ایلچی آتا تو اس سے ان عورتوں کے شوہروں کے خطوط لے کر خود ان کو پہنچاتے۔

سوال حضرت عمرؓ صدقے کے مال کی کس طرح حفاظت فرمایا کرتے تھے؟

جواب حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اونٹ کا پالان کندھے پر رکھے ہوئے اَبْطَح کی طرف تیزی سے جا رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے امیر المومنین! کہاں جا رہے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: صدقے کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے۔ میں اس کو تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: آپؓ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء کیلئے ایسی راہیں متعین کر دی ہیں کہ جن پر چلنا آسان نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابوالحسن! مجھے ملامت نہ کرو۔ اسکی قسم ہے جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا! اگر بکری کا بچہ بھی دریائے فرات کے کنارے ضائع ہو گیا تو قیامت کے دن عمر کا اس پر مؤاخذہ ہوگا۔

سوال حضرت عمرؓ کے عدل وانصاف کا کونسا واقعہ حضور انور بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا جبلہ بن ایہم ایک بہت بڑے عیسائی قبیلے کا سردار تھا۔ یہ اپنے قبیلہ سمیت مسلمان ہو گیا اور حج کیلئے چل پڑا۔ حج میں ایک جگہ بہت بڑا ہجوم تھا۔ اتفاقاً کسی مسلمان کا پاؤں اسکے پاؤں پر پڑ گیا۔ اس نے غصہ میں آ کر زور سے اسے تھپڑ مار دیا۔ ایک مسلمان نے کہا کہ عمرؓ کے پاس تمہاری شکایت ہو گئی تو وہ اس مسلمان کا بدلہ تم سے لیں گے۔ جبلہ بن ایہم کہنے لگا کہ کیا کوئی شخص ہے جو جبلہ بن ایہم کے منہ پر تھپڑ مارے۔ مسلمان نے کہا کہ کسی اَور کا تو مجھے پتہ نہیں مگر عمرؓ تو ایسے ہی ہیں۔ وہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں پہنچا اور پوچھا کہ اگر کوئی بڑا آدمی کسی چھوٹے آدمی کو تھپڑ مار دے تو آپؓ کیا کِیا کرتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہی کرتے ہیں کہ اسکے منہ پر اس چھوٹے شخص سے تھپڑ مرواتے ہیں۔ اسلام میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ پھر آپؓ نے کہا: جبلہ! تم ہی تو یہ غلطی نہیں کر بیٹھے؟ اِس پر اس نے جھوٹ بول دیا۔ وہ اسی وقت مجلس سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر اپنے ملک کی طرف بھاگ گیا اور اپنی قوم سمیت مرتد ہو گیا اور مسلمانوں کے خلاف رومی جنگ میں شامل ہوا لیکن حضرت عمرؓ نے اس کی پروا نہیں کی۔

سوال خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے کن مرحومین کا ذکر خیر فرمایا؟

جواب خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب، محترمہ امۃ النور صاحبہ، مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ، مکرم کرنل جاوید رشدی صاحب کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ☆☆

ایک احمدی کو مسلمانوں سے تو خصوصی طور سے ہمدردی ہونی چاہئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہیں لہٰذا ہم پر فرض بنتا ہے کہ ان کو اندھیروں سے نکالیں، ان تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں کہ مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ تو فلاح پاؤ گے

دعوت و تبلیغ کے نہایت اہم فریضہ کی طرف احمدیوں کو خصوصی توجہ دینے کیلئے حضور انور کی زرّیں نصائح پر مشتمل بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4/جون 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کونسی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (سورۃ حٰم سجدہ:34) کی تلاوت فرمائی۔

سوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ بات کونسی ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ بات یہ ہے کہ اس کی مخلوق شیطان کے چنگل سے نکل کر اس کی عبادت بجالانے والی ہو۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیت پر اللہ تعالیٰ کے کس انعام واحسان کا ذکر فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر یہ انعام اور احسان فرمایا ہے کہ اس نے ہمیں اس گروہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی جو تمام انبیاء پر یقین رکھنے والا اور ان پر ایمان لانے والا ہے۔ اور ہمیں ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل فرمایا اور پھر یہ بھی انعام فرمایا کہ اس ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت میں بھی شامل فرما دیا۔

سوال خدا تعالیٰ کے اس احسان کے نتیجہ میں ہم احمدیوں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہم پر ایک ذمہ داری بھی ڈالتا ہے کہ جس قیمتی خزانے اور لعل بے بہا کو تم نے پا لیا ہے اسکو اپنے تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ اس خزانے کو جسے حاصل کرنے کے بعد انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے، دوسروں تک بھی پہنچائیں، انہیں بھی شیطان کے چنگل سے آزاد کروائیں، اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بنائیں۔ اور اس حدیث پر عمل کرنے والے ہوں کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔

سوال مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیوں کو کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک احمدی کو کیونکہ عمومی طور پر انسانیت سے ہمدردی بھی ہے اور پھر مسلمانوں سے تو

خصوصی طور سے ہمدردی ہونی چاہئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہیں لہٰذا ہم پر فرض بنتا ہے کہ ان کو اندھیروں سے نکالیں، ان تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں کہ مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ تو فلاح پاؤ گے۔

سوال: تبلیغ کے فریضہ کی ادائیگی کے متعلق جو جوش حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پایا جاتا تھا اسکا ذکر آپؑ نے کن الفاظ میں فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔

سوال: اس دور میں جماعت احمدیہ سے کس چیز کا مطالبہ ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس دور میں ہم سے جس چیز کا مطالبہ ہے، وہ وقت اور مال کی قربانی ہے۔

سوال: اس زمانہ میں جماعت کے تبلیغ کے ذرائع میں سے کونسے ذریعہ کا حضور انور نے ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی طرف بلانے کیلئے راستے آسان کر دیئے ہیں۔ آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے 24 گھنٹے یہی کام ہو رہا ہے۔ پس اگر اپنے علم میں کمی بھی ہو تو اس کے ذریعہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

زتبلیغ کے فریضہ کی انجام دہی کے لئے حضور انور نے جماعت کے ہر فرد کو کیا نصیحت فرمائی؟

لحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنیا میں ہر احمدی اپنے لئے فرض کر لے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کیلئے وقف کرنا ہے۔ اس بارے میں پوری سنجیدگی کے ساتھ تمام طاقتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہر ایک کو پیش کرنا چاہئے۔ چاہے وہ ہالینڈ کا احمدی ہو یا جرمنی کا ہو یا بلجیم کا ہو یا فرانس کا ہو یا یورپ کے کسی بھی ملک کا ہو یا دنیا کے کسی بھی ملک کا ہو۔ ہر ایک کو ذوق اور شوق کے ساتھ اس پیغام کو پہنچائیں اور دنیا کو تباہی سے بچائیں کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے بغیر کوئی قوم بھی محفوظ نہیں۔ اب تو جماعتوں کو ایسا پلان کرنا چاہئے، کہ ہر شخص، ہر احمدی اس پیغام کو پہنچانے میں مصروف ہو جائے۔

زلمبی عمر پانے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نسخہ بیان فرمایا؟

لحضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت [redacted] ے۔

زحضور انور نے کس قرآنی حکم کو مدّ نظر رکھ کر تبلیغ کرنے کی ہدایت فرما☆ ی؟

لحضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ھے: اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ۔ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ۔ پس جو مختلف ذرائع ہیں انکو استعمال کریں۔ لیکن مختلف لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں ان طبائع کے مطابق ان کو تبلیغ ہونی چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لامذہب لوگوں کو تبلیغ کرنے کا کیا طریقہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بعض طبیعتیں ہوتی ہیں جن کا ذاتی میلان دین کی طرف نہیں ہوتا۔ اپنے مذہب سے دور ہٹے ہوئے ہوتے ہیں اور مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ان کو اگر شروع میں ہی تبلیغ شروع کر دی جائے تو وہ ہماری بات کیسے سنیں گے۔ پہلے ان کو مذہب پر یقین پیدا کروانا ہوگا، خدا کی پہچان کروانی ہوگی۔ جب اس طرز پر باتیں ہوں گی تو نہ صرف ایک شخص جس کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں اس پر اثر ہوگا بلکہ ماحول پر بھی اثر ہو رہا ہوگا۔ اور ماحول میں بھی یہ اظہار ہو رہا ہوگا کہ یہ شخص خدا کا خوف رکھنے والا ہے اور خدا کی خاطر ہر کام کرنے والا ہے اور خدا کی خاطر خدا کی طرف بلانے والا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف طبقوں کو تبلیغ کرنے کے کیا طریق بیان فرمائے؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ عوام، متوسط درجے کے، امراء۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے اس لئے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امراء کیلئے سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں اور ان کا تکبر اور تعلّی اور بھی سدّ راہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنی مختصر مگر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو۔ مگر عوام کو تبلیغ کرنے کیلئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہئے۔ رہے اوسط درجے کے لوگ، زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جاوے۔ وہ بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کے مزاج میں وہ تعلّی اور تکبر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا۔

سوال: تبلیغ کیلئے کیسے لوگ موزوں ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس کام کے واسطے وہ آدمی موزوں ہوں گے جو کہ مَنۡ یَّتَّقِ وَ یَصۡبِرۡ کے مصداق ہوں۔ ان میں تقویٰ کی خوبی بھی ہو اور صبر بھی ہو۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حفاظت کا کیا گُر بتایا؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اسلام کی حفاظت اور سچائی کو ظاہر کرنے کیلئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسکی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔

سوال: کس ہتھیار سے ہم دُنیا میں غالب ہونگے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہے۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو یا حقوق العباد کے متعلق ہو بچو۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10383: مَیں رخصانہ بیگم زوجہ مکرم محمود الرحمن فانی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال تاریخ بیعت 1995، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 17/جولائی 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/786 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید بشارت احمد — الامۃ: رخصانہ بیگم — گواہ: سید زبیر احمد

مسل نمبر 10384: مَیں علی حق ولد مکرم محمد سکون صاحب، قوم احمدی مسلمان عمر 64 سال تاریخ بیعت 2018، ساکن محلہ باب الامن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13/جولائی 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالواحد صدیقی — العبد: علی حق — گواہ: عبدالقیوم

مسل نمبر 10385: مَیں نسیمہ ناصر۔ ایم۔ ایس زوجہ مکرم ناصر احمد ایم۔ بی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 49 سال پیدائشی احمدی، ساکن رچمنڈ ٹاؤں، کنگسٹن اسٹریٹ (اِسکائی لائین کراس) ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 18/اپریل 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 10 سینٹ بمقام مڈیکری خاوند کے ساتھ مشترکہ نصف حصہ، مکان 1050 مربع فٹ پر مشتمل بمقام کستوری نگر خاوند کے ساتھ مشترکہ نصف حصہ، زیور طلائی کل وزن 433 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ولی الدین — الامۃ: نسیمہ ناصر ایم۔ ایس — گواہ: کے۔ وی۔ محمد طاہر

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 9 - September - 2021 Issue. 36

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

وہ مجھے بہت پیارا تھا، ایک ہیرا تھا جو ہم سے جدا ہو گیا

وہ پیارا وجود وقف کی روح کو سمجھنے والا اور اُس عہد کو حقیقی رنگ میں نبھانے والا تھا جو اس نے کیا تھا

اَے پیارے طالع! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے اپنے وقف اور عہد کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرلیا

اَے پیارے طالع! مجھے پتا تھا کہ تمہیں خلافت سے پیار اور محبت کا تعلق تھا، تمہارا ہر عمل ہر حرکت وسکون سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا

مَیں اُس کی وفا کو تو کچھ حد تک جانتا تھا لیکن اس کی نیکی اور تقویٰ کے معیار بہت اونچے تھے

اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ دی ہوگی

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 ستمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ دنوں ہمارے ایک بہت ہی پیارے بچے اور واقف زندگی عزیزم سید طالع احمد ابن سید ہاشم اکبر کی گھانا میں شہادت ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سید طالع احمد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑنواسے اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے پڑپوتے تھے اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اور اماں جان سے بھی ان کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ مرزا غلام قادر صاحب شہید کے داماد بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور وقف نو کی تحریک میں بھی شامل تھے۔ انہوں نے بائیومیڈیکل سائنس میں ڈگری حاصل کی پھر جرنلزم میں ماسٹر کیا 2013ء میں زندگی وقف کی اور پھر مختلف دفتروں میں کام کرنے کے بعد پریس اور میڈیا میں ان کی تقرری ہوئی۔ عزیزم طالع کو اپنے کام کو معیار کے مطابق پہنچانے کیلئے ایک غیر معمولی جوش اور جذبہ ہوتا تھا اور اس کیلئے وہ کسی خطرے کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اسکی شہادت کے واقعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو ایک لمحے کی بھی فکر نہیں تھی کہ کیا خطرہ ہے۔ بس یہ فکر تھی کہ جس کام کیلئے میں آیا ہوا ہوں اسکو احسن رنگ میں سرانجام دے سکوں اور وقت پہ مکمل کرلوں۔

ایک ہیرا تھا جو ہم سے جدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے وفا شعار خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق رکھنے والے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے جماعت کو عطا فرماتا رہے لیکن اس کا نقصان ایسا ہے جس نے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ وہ پیارا وجود وقف کی روح کو سمجھنے والا اور اس عہد کو حقیقی رنگ میں نبھانے والا تھا جو اس نے کیا تھا۔ مجھے حیرت ہوتی تھی اسے دیکھ کر اور اب تک ہوتی ہے کہ کس طرح اس دنیاوی ماحول میں پلنے والے بچے نے اپنے وقف کو سمجھا اور پھر اسے نبھایا اور ایسا نبھایا کہ اسکے معیار کو انتہا تک پہنچا دیا۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا ایسا ادراک تھا کہ کم دیکھنے میں آتا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ ایسا تھا جسے بعض دین کا گہرا علم رکھنے والے بھی نہیں سمجھتے بلکہ میں کہوں گا کہ بعض وہ بھی نہیں سمجھتے جن کا خیال ہے کہ ہم خلافت کے مقام اور اسکے وفا کے معیار کو سمجھتے ہیں۔ اس نے خلافت سے وفا کی اور ایسی وفا کی کہ اپنے آخری الفاظ میں جبکہ وہ موت وحیات کی حالت میں تھا اسے خلیفہ وقت سے پیار اور وفا کا ہی خیال تھا۔

دو تین سال پہلے اس نے ایک نظم لکھی تھی جو اس نے اپنے کسی دوست کو دی تھی کہ اپنے پاس رکھ لو اور کسی کو نہیں دکھانی جو خلافت سے تعلق اور پیار سے متعلق لکھی ہوئی تھی اور اس نے شروع ہی اس طرح کیا تھا کہ میں خلیفہ وقت سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں اور ختم اس طرح کیا تھا کہ خلیفہ وقت سے جو مجھے پیار ہے اور محبت ہے وہ انہیں کبھی پتہ نہیں چلے گی لیکن اے پیارے طالع میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارے ان آخری الفاظ سے پہلے بھی مجھے پتہ تھا کہ تمہیں خلافت سے پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ تمہارے ہر عمل سے ہر حرکت وسکون سے جب تمہارے ہاتھ میں کیمرہ ہوتا تھا اور میں سامنے ہوتا تھا تب بھی اور جب تم کیمرے کے علاوہ ملتے تھے چاہے ذاتی ملاقات ہو یا دفتر کے کام سے تمہاری آنکھوں کی چمک سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا تمہارے چہرے کی ایک عجیب قسم کی رونق سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا۔ غرض کہ ہر طرح تمہارے ہر عمل سے یہ لگ رہا ہوتا تھا کہ کس طرح تم اس محبت کا اظہار کرو جو تمہیں خلیفہ وقت سے ہے۔ مجھے شاید ہی کسی میں اس محبت کا اظہار نظر آتا ہو اور مَیں گھر میں ذکر کر رہا تھا کہ اب خاندان میں نوجوانوں میں تو مجھے ایسا اظہار کسی میں نظر نہیں آتا دلوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے بلکہ بڑوں میں بھی شاید چند ایک میں ہی ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حادثے کے بعد بہت سے اس معیار کے پیدا کر دے۔ طالع کا وجود ایسا تھا کہ جیسا کہ اس نے اپنی نظم میں ذکر کیا ہے وہ اس محبت کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ چھپانا چاہتا تھا لیکن نہیں چھپتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں اس تعلق کا اظہار کروا دیتا تھا اس لئے وہ مجھے بہت پیارا تھا۔ ہر وقت اس فکر میں رہتا تھا کہ کب خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی بات نکلے اور میں اس پر عمل کروں اور صرف خود ہی عمل نہ کروں بلکہ کب اور کس طرح میں خلافت کے مقام کے بارے میں دنیا کو بتاؤں۔ کب خلافت کی حفاظت کیلئے جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو جان کا نذرانہ بھی پیش کر دوں۔ پھر اپنے کام سے ایسا عشق کہ کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ اس کو اپنے کام سے اگر لگاؤ تھا تو اس لئے کہ اس ذریعہ سے میں اسلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا دفاع کروں گا اس لئے کہ یہ پیغام میں دنیا کو پہنچاؤں گا اس لئے کہ میرا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اس لئے کہ میں نے خلیفہ وقت کا مددگار بننا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تدفین کے وقت جب میں قبر کے سرہانے کھڑا تھا مٹی ڈالنے سے پہلے تو میرے دائیں طرف آ کے کھڑا ہو گیا میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون کھڑا ہے اب تصویر دیکھی ہے تو پھر مجھے اندازہ ہوا ہے کہ کون تھا اور کیا موقع تھا لیکن اس تیرہ سالہ بچے نے شاید اس وقت یہ عہد کیا تھا کہ میں وقف نو ہوں اور اب میں نے خلیفہ وقت کا مددگار بننا ہے دست راست بننا ہے اور پھر اس نے سالوں بعد اپنی تعلیم مکمل کر کے اس عہد کو پورا کیا اور نبھایا اور خوب نبھایا اور شہید ہو کر بتا گیا کہ میں خلافت کا حقیقی مددگار رہا ہوں۔

اے پیارے طالع میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے اپنے وقف اور عہد کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر لیا۔ واقفین زندگی کیلئے بھی وہ ایک نمونہ تھا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرد ہونے کی حیثیت سے خاندان کے افراد کیلئے بھی وہ وفا اور اخلاص کا ایک نمونہ قائم کر گیا۔ اب یہ افراد خاندان پہ منحصر ہے کہ کس حد تک وہ اس نمونے پہ عمل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے منسوب ہونے کا حق ادا کرتے ہیں۔

ان کی اہلیہ عزیزہ سطوت کہتی ہیں۔ بہت پیار کرنے والا، بہت شفقت کا سلوک کرنے والا وجود تھا بچوں کی طرح روتا تھا جب آنحضور ﷺ کی بات کرتا تھا۔ بچپن میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے متعلق مالی معاملات میں ان سے اللہ تعالیٰ کے سلوک کا ایک واقعہ پڑھ کر فوراً اللہ میاں سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تو نے مجھے بھی اسی طرح ٹریٹ کرنا ہے اور اس کو پکا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے۔ کہتی ہیں یہ میں نے خود دیکھا ہے کہ جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی اچانک اسکے پاس پیسے آ جاتے تھے جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی۔ مہمان نواز بہت تھا۔ سادہ کپڑے ہمیشہ ہوتے تھے۔ کہتی ہیں بہت معاف کرنے والا اور ہر کسی کی پردہ پوشی کرتا تھا اور کبھی کسی کے خلاف دل میں بات نہیں رکھتا تھا۔

ان کے والد لکھتے ہیں کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بیٹے کو خاص فضل و کرم کے ساتھ شہادت کیلئے چن لیا۔ کہتے ہیں ایک خواب کی بناء پر میں نے ذہنی طور پر اپنی بیگم کو اور طالع کو تیار کرنا شروع کیا اور جب طالع کو یہ خواب سنائی تو اس نے کہا کہ کیا آپ نے خواب دیکھی ہے کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں میں بڑا حیران ہوا اس سے پوچھا تمہیں کس طرح پتہ لگا اس نے کہا میں نے بھی یہ خواب دیکھی ہے کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کو اپنے باپ سے جس قدر محبت کی اجازت دی ہے۔ طالع اس عشق وعقیدت کی حد کو پہنچا ہوا تھا اور میرا خیال ہے کہ اسی وجہ سے اس نے یہ دعا کی ہوگی کہ باپ کی شہادت کی بجائے اسے شہادت کا درجہ ملے اور کیونکہ وہ اس مقام کا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا درجہ دے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ہی شہادت دی۔ ایک پاکباز نفس جس میں کسی برائی کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ کہتے ہیں میں اسے حضرت یوسف سے مشابہت دیتا ہوں کردار میں بھی اسی طرح پختہ تھا۔ اسکی روح رسول اللہ ﷺ کی محبت میں چودہ سو سال قبل کی مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں پھرتی تھی اور اس کا جسم پیکر عشق تھا۔ اس کا اوڑھنا بچھونا کھانا پینا سانس لینا سب خلیفۃ المسیح کیلئے تھا۔

ان کی والدہ امۃ الشکور صاحبہ لکھتی ہیں کہ بہت خوش قسمت اور خوش نصیب ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک عظیم الشان بچے سے نوازا۔ طالع کے ساتھ اکتیس سالہ زندگی دنیا کی سب سے بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے۔ جب یہ پندرہ سال کا تھا 2005ء میں تو ہم دونوں نے اکٹھے وصیت کی تھی۔ دین کے معاملات میں بہت ہوشیار تھا۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی اور روحانی آل ہونے کا حق بھی اس نے ادا کر دیا اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا دیا کہ آنحضرت ﷺ کی آل میں سے تھا تو محرم کے مہینہ میں اس کو بھی قربانی کیلئے چنا۔ اللہ تعالیٰ اسکے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آنحضرت ﷺ کے قدموں میں جگہ دی ہوگی بلکہ کسی نے اسکی وفات کے بعد خواب بھی دیکھی ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جگہ کھڑے ہیں اور طالع دوڑتا ہوا جا کر ان سے چمٹ جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ بھی اپنے ساتھ اسے چمٹا کر کہتے ہیں کہ آؤ میرے بیٹے۔ خوش آمدید۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو دین کی خاطر قربانی کر کے اس مقام کو پا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بیوی بچوں کا بھی حافظ ناصر ہو اور صبر اور حوصلہ دے انہیں۔ اسکے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو بھی صبر اور حوصلہ دے اور اسکے بہن بھائیوں میں بھی اسکی اولاد میں بھی اس کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ حضور انور نے نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ حاضر ادا کی۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad